تھالی کا بینگن

اشتیاق احمد

دارالسلام
DARUSSALAM

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے نبی کا

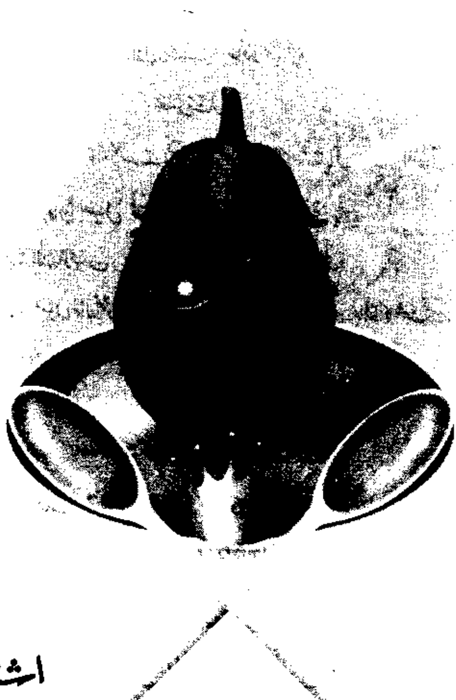

اشتیاق احمد

دارُالسّلام
کتاب وسُنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیو یارک
DARUSSALAM

بسم الله الرحمن الرحيم

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ

وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﷺ

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور مُہر سب نبیوں پر

Muhammad is not the father of any one of your men, but the Messenger of ALLAH (God) and the Seal upon all the Prophets.

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فہرست

■ پیش لفظ 5

■ بچپن، لڑکپن، جوانی 9

■ مناظرہ بازی 23

■ پیش گوئیاں 31

■ وہ میں ہوں 45

■ متضاد باتیں 53

■ آدمی یا گرگٹ 61

■ انگریزی الہام 67

■ مرزا کی صحت 77

■ قرآنِ مجید میں تحریف 83

■ مرزا کی زبان 85

■ عجائب وغرائب 93

■ بلند بانگ 105

■ آئینہ 111

■ عبرت ناک موت 117

■ کچا چٹھا 123

■ کتابیات 127

پیش لفظ

روشنی خود اپنے ہونے کا پتا دیتی ہے۔ اس کے بارے میں بتانا نہیں پڑتا، سمجھنا پڑتا ہے۔ روشنی کی سچائی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا، اور چھپایا بھی نہیں جاسکتا۔ انسانوں کو ہدایت کی روشنی دینے کے لیے اس دنیا میں بے شمار انبیاء آئے۔ پہلے نبی ہونے کا شرف سیّدنا آدم علیہ السلام کو حاصل ہے اور آخری نبی ہونے کا اعزاز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا۔ انبیاء کی سیرت کا مطالعہ کریں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کی ذمہ داری کے لیے ایسے افراد کو چنا جن کی زندگیاں ہر طرح کے عیب سے پاک تھیں، لوگوں میں ان کی سچائی ایک مثال تھی، پرہیز گاری اور نیکی ان کا پیدائشی وصف تھا۔ انھی خوبیوں کی بنا پر ہدایت کے آسمان پر وہ ستاروں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں۔ ان ستاروں میں سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت قطبی تارے کی طرح روشن اور منور دکھائی دیتی ہے۔

نبیٔ مہربان صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ کوئی اس فیصلے کو جھٹلا نہیں سکتا اور نہ اس کے خلاف چل سکتا ہے۔

لیکن کچھ لوگ ذاتی مفادات کے لیے، اپنی دکانداری کو چمکانے کے لیے نبوت کے بند کیے ہوئے محل میں نقب لگانے سے باز نہ آئے۔ نقب لگانے کا یہ سلسلہ نبیٔ آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ تاریخ کی کتابوں میں ان جھوٹے نبوت کے دعویداروں کا مکمل تذکرہ موجود ہے۔ نبوت

کے جھوٹے دعویداروں کا تعلق مختلف ممالک سے تھا۔ بدقسمتی سے برصغیر بھی بدنامی اور رسوائی کی اس سیاہی سے اپنا دامن نہیں بچا پایا۔ ایک جھوٹا نبی انگریزوں کے ہاتھوں کے تراشے ہوئے کردار مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں سامنے آیا۔ اس نے ترقی اور تنزلی کے مراحل عجیب انداز میں طے کیے۔ کبھی مجدد بن بیٹھا، تو کبھی مثیلِ مسیح، ابنِ مریم ہوا تو کبھی مہدی، مامور من اللہ ہوا تو کبھی مظہرِ خدا۔ مظہرِ انبیاء کے ساتھ ساتھ مظہرِ سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) مظہرِ سیدنا حسین (رضی اللہ عنہ) اور کبھی ظلّی نبوت کے دعوے سامنے آئے۔ شاید آدمی زندگی میں اتنے لباس نہ بدلتا ہو، جتنے مرزا نے کردار بدلے ہیں۔

نبوت اور رسالت ایک مقدس اور پاکیزہ منصب ہے، لیکن پاکیزگی نبوت کے اس جھوٹے دعوے دار کو چھو کر بھی نہیں گزری۔ اس کا وجود ناپاک، اس کا کردار گھٹیا، اس کے خیالات فاسد، اس کی تحریریں فحش، دنیا کے کسی لکھنے والے نے آج تک ایسی گھٹیا زبان استعمال نہیں کی، جیسی اس نے کی ہے۔ اس نے بچپن کی سیڑھی پر جس کم عقلی اور ناسمجھی سے قدم رکھے ہیں، اس نے اس کی نبوت کے دعووٴں کا پول کھول کر رکھ دیا ہے۔ جوانی کیا اور بڑھاپا کیا پوری کی پوری عمر وہ مختلف ذہنی، اخلاقی اور جسمانی بیماریوں کا شکار رہا۔ افیون اور شراب دوائیوں کے نام پر اس کی زندگی کا حصہ تھے۔ یہی چیزیں تھیں جنھوں نے خود اس کے پیغمبرانہ دعوے کو رسوا کر کے رکھ دیا۔ اس کے الہامات کو دیکھیے! اپنی ہی باتوں کو

جھٹلانے کا انداز دیکھیے۔اس کی تحریروں کو پڑھیے۔ایسی ایسی دلچسپ اور مضحکہ خیز چیزیں پڑھنے کو ملیں گی کہ بے اختیار آپ کا دل چاہے گا کہ دیوانگی کا عالمی ایوارڈ مرزا قادیانی کو عطا کر دیا جائے۔

اس جھوٹے نبی کی پرورش کس نے کی؟ اس خار دار پودے کی آبیاری کس نے کی؟ اس کی جھوٹی شخصیت کو نبوت کا لباس کس نے پہنایا؟ اس کی گھٹیا تحریریں اور خیالات کو الہام کیسے بنایا گیا؟ یہ سب آپ کے سامنے اردو زبان کے ممتاز مصنف اشتیاق احمد صاحب ''تھالی کا بینگن'' کی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں جعلی نبوت کے حقائق کو بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا کی اپنی تحریروں کی مدد سے، اس کی نبوت کے فتنے کو عیاں کیا گیا ہے۔ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب آپ کو پسند آئے گی۔

والسلام

عبدالمالک مجاہد

بچپن، لڑکپن، جوانی

انیسویں صدی کے وسط کی بات ہے کہ ایک شخص تحصیل داری کے امتحان میں فیل ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ اب میں کیا کروں، اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ اس سے پہلے کہ ہم یہ بتائیں کہ نبوت کے دعوے کے بعد اس نے کیا کیا پہلے یہ سن لیں کہ اس کا بچپن کیسا تھا۔ لیکن اس سے بھی پہلے آپ کو یہ کیوں نہ بتا دیں کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اس بارے میں آپ کی اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ آپ کو اطلاع ملی تو فوراً اعلان کر دیا کہ کوئی شخص اس سے نبوت کی دلیل نہ طلب کرے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ فرما گئے ہیں: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اگر کسی نے اس سے نبوت کی دلیل طلب کر لی تو گویا وہ یہ سمجھے گا کہ کوئی ایسی نبوت، اگر دلیل ہو، تو آ سکتی ہے۔

ہم مرزائیوں سے نبوت کی دلیل تو طلب نہیں کرتے۔ لیکن ایک مطالبہ البتہ ضرور کرتے ہیں۔ یہ کہ وہ مرزا قادیانی کو ایک اچھا انسان ثابت کر دیں لیکن وہ اتنا بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ مرزا تو پورا گرگٹ تھا، گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا اس کا کام تھا۔ آئیے پہلے اس کے بچپن پر ایک نظر ڈال لیں۔

مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا، وہ انگریز حکومت کا ملازم تھا۔ ان دنوں برصغیر پر انگریز کی حکومت تھی۔ مرزا غلام مرتضی ریٹائرڈ ہوا تو اسے سات روپے ماہ وار پنشن ملا کرتی تھی۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اوٹ پٹانگ حرکتیں شروع ہوئیں۔

مرزا ایک دن بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ایک بچے نے اس سے کہا: جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ وہ گھر آیا، گھر میں ایک برتن سفید چیز سے بھرا نظر آیا۔ مرزا نے خیال کیا کہ یہ بورا ہے، یعنی پسی ہوئی چینی۔ چنانچہ اس نے اس سے اپنی جیب بھر لی اور گھر سے نکل آیا۔ راستے میں اس نے ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا اس کا بُرا حال ہو گیا، سانس رکنے لگا۔ دراصل وہ پسی ہوئی چینی نہیں، پسا ہوا نمک تھا۔

اسی طرح ایک دن اس نے اپنی والدہ سے روٹی کھانے سے پہلے سالن مانگا۔ گھر میں سالن تھا نہیں، والدہ نے کہا گُڑ لے لو، مرزا نے کہا: گڑ سے تو کھاؤں گا نہیں۔ والدہ نے کہا: چینی لے لو۔ اس نے کہا: چینی سے بھی نہیں کھاؤں گا۔ اب والدہ نے کہا: اچھا اچار سے کھا لو، کہنے لگا اچار سے بھی نہیں کھاؤں گا، والدہ کو غصہ آ گیا۔ جھِلاّ کر بولی: پھر جاؤ راکھ سے کھا لو۔ مرزا نے روٹی پر راکھ رکھی اور بیٹھ کر اس سے روٹی کھانے لگا۔ مطلب یہ کہ وہ ایسی عقل کا مالک تھا۔

مرزا کو بچپن میں چڑیاں پکڑنے کا بھی شوق تھا۔ چڑیاں پکڑ کر چاقو سے ان بے چاریوں کو ذبح کرتا تھا۔ اس طرح خوش ہوتا تھا۔ ایک دن ذبح کرنے کے لیے چاقو نہ مل سکا، سرکنڈے کا چھلکا لیا اور چڑیا کو ذبح کرنا چاہا۔ اب ذرا سوچیں! مرزا کس قدر بے رحم تھا، سرکنڈے سے بھی بھلا کوئی جانور ذبح کرتا ہے۔

ایک دن گھر میں مرغی ذبح کرنے کی ضرورت پیش آ گئی۔ گھر میں اور کوئی نہیں تھا، لہٰذا مرزا سے کہا گیا کہ وہ مرغی کو ذبح کر دے۔ اس نے چھری لی اور مرغی ذبح کرنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں مرغی تو صاف بچ گئی لیکن مرزا کی انگلی پر چھری چل گئی اور انگلی ذبح ہوگئی۔

مرزا کو موسم بدلنے کا پتا نہیں چلتا تھا۔ دوسروں کو اس بات کا پتا اس طرح چلا کہ سردی کے موسم میں وہ جو کپڑے پہن لیتا پھر گرمیاں آ جانے پر بھی نہیں اتارتا تھا۔ مرزا اکثر الٹے جوتے پہن لیتا تھا۔ اسے پتا بھی نہیں چلتا تھا۔ آخر والدہ نے جوتوں پر نشان لگایا تب کہیں جا کر اسے الٹے سیدھے جوتوں کی تمیز آئی۔ نشان لگنے کے بعد اسے جوتے پہننے کا طریقہ تو آ گیا لیکن گھڑی پر وقت دیکھنا پھر بھی نہیں آتا تھا۔ ہندسوں کو گن کر حساب لگا کر وقت دیکھتا تھا۔ ماہرینِ نفسیات متفق ہیں کہ ایسے بچے انتہائی غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں۔

مرزا کی یہ باتیں صرف بچپن ہی کی نہیں تھیں۔ بڑے ہونے پر بھی ایسی بہت سی باتیں سامنے آئیں مثلاً ایک مرتبہ کوئی اس سے ملنے آیا، گھر سے اسے بتایا گیا کہ مرزا مسجد میں ہے، وہ مسجد میں گیا لیکن مرزا وہاں بھی نظر نہ آیا، وہ پھر گھر کی طرف آیا۔ اب اسے بتایا گیا کہ مسجد کی کسی صف میں لپٹا کھڑا ہوگا، کیونکہ صف لپیٹتے وقت اسے بھی لپیٹ دیا جاتا ہے اور اسے پتا نہیں چلتا۔ اب جو اس نے جا کر صفوں کو دیکھا تو مرزا واقعی ایک صف میں لپٹا کھڑا تھا۔

مرزا کو شوگر کا مرض بھی تھا۔ دن میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا تھا۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ جس شخص کو سو مرتبہ پیشاب آتا ہو اس کا کتنا وقت پیشاب کرنے

میں خرچ ہوتا ہوگا۔ کم از کم ایسے شخص کو نبوت کا دعویٰ کرتے وقت یہ بات تو سوچنی چاہیے تھی۔ لیکن مرزا میں سوچ کا مادہ ہوتا تو سوچتا۔ شوگر کا مرض ہونے کے باوجود وہ چینی کھا لیتا تھا، گھر میں گڑ ہوتا تھا، وہ گڑ کی ڈلیاں اپنی جیب میں رکھ لیتا تھا۔ غور فرمائیں کیا کوئی صحیح دماغ انسان گڑ جیب میں رکھتا ہے۔

مرزا کو جرابیں تک پہننے کا سلیقہ نہیں تھا۔ کبھی ایڑی والا حصہ اوپر کر لیتا تھا اور کبھی جراب کا اگلا حصہ پیر سے آگے لٹکتا رہتا تھا۔ کوٹ کے بٹن تک درست نہیں لگا سکتا تھا۔ نیچے والا بٹن اوپر والے کاج میں اور اوپر والا بٹن نیچے والے کاج میں لگا لیتا تھا۔ مرزا پانی بائیں ہاتھ سے پیتا تھا۔ کھانا چوکڑی مار کر کھاتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر پر جانے کا اتفاق ہوا، بیوی ساتھ تھی، لیکن بے پردہ۔ ایک ساتھی نے کہا بھی کہ مرزا صاحب بیگم صاحبہ کو الگ بٹھا دیں۔ یہاں بہت لوگ موجود ہیں۔ مرزا نے فوراً کہا: ''جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں۔''

ایک مرتبہ کیا ہوا، مرزا کے کچھ دوست اس سے ملنے کے لیے آئے۔ انھیں مسجد میں ٹھہرایا گیا، ان کے لیے کھانا لایا گیا۔ انھوں نے کھانا دیکھ کر کہا: ہم تو روزے سے ہیں۔ اس پر مرزا نے کہا: سفر میں روزہ رکھنا ٹھیک نہیں، جب اللہ نے اجازت دی ہے تو اس اجازت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ لہٰذا آپ لوگ روزہ توڑ دیں۔ چنانچہ انھوں نے روزہ توڑ دیا جبکہ ان لوگوں نے سفر تو کر ہی لیا تھا اور افطار کرنے سے پہلے انھیں سفر کرنا نہیں تھا۔ اس کے باوجود مرزا نے ان کا روزہ تڑوا دیا۔

مرزا کے ایک لڑکے نے اس کی جیب میں ایک اینٹ ڈال دی۔ لہٰذا سونے کے لیے لیٹتا تو اینٹ اسے چبھتی، کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن مرزا نے خادم سے

کہا: میری پسلی میں درد ہے۔ شاید کوئی چیز چبھتی ہے، اس نے حیران ہو کر مرزا کے جسم پر ہاتھ پھیرا، اس کا ہاتھ اینٹ پر لگا، اس نے فوراً اینٹ جیب سے نکالی۔ مطلب یہ کہ مرزا کو یہ تک نہ معلوم ہوا کہ اس کی جیب میں اینٹ ہے اور ایسا ایک رات نہیں، کئی رات تک ہوا۔ یعنی مرزا کئی راتوں تک اس اینٹ سمیت سویا۔ اب کوئی ایسے شخص کو بھی نبی مان بیٹھے تو اس کی عقل پر صرف رویا ہی جا سکتا ہے!

مرزا کے گھر میں ایک نیم پاگل خادمہ تھی۔ ایک دن اس نے مرزا کی موجودگی میں اس کے کمرے میں کپڑے اتارے اور نہانے لگی۔ وہاں پانی کے گھڑے موجود تھے۔ جب نہا چکی تو اتفاق سے اسی وقت دوسری خادمہ آ گئی، اس نے پہلی کو ڈانٹا کہ یہ تم نے کیا حرکت کی۔ مرزا کمرے میں موجود تھا اور تم نے اس کی موجودگی میں غسل کیا۔ اس پر اس نیم پاگل خادمہ نے کہا کہ اسے کون سا کچھ نظر آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے، مرزا کو کچھ نظر نہیں آتا تھا یا پھر وہ جان بوجھ کر اندھا بنا ہوا تھا۔ اس پر لطف یہ کہ اسے نبوت کا دعویٰ بھی تھا اور زیادہ مزے کی بات یہ کہ مرزا سینما بھی دیکھ لیا کرتا تھا۔ مرزا تصویر بھی کھنچوا لیتا تھا۔ گویا اسے تو اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ شریعت نے تصویر کشی سے منع کیا ہے۔ مرزا کتنا ہوش مند آدمی تھا، اب تک اگر آپ کو اندازہ نہیں ہوا تو ایک اور واقعہ آپ کو سنا دیتے ہیں۔ ایک نالا عبور کرتے ہوئے مرزا کا ایک جوتا نالے میں گر گیا لیکن اسے پتا تک نہ چلا اور دعویٰ کیا نبوت کا!!!

مرزا کو مرگی کا مرض بھی لاحق تھا۔ چیخ مار کر گرتا اور ہاتھ پیر اکڑ جاتے۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ اس زمانے میں اگر کسی کو مرگی کا دورہ پڑ جاتا تھا تو فوری طور پر عوامی علاج کیا کیا جاتا تھا؟ شاید آج کے جدید دور میں کچھ لوگوں کو معلوم نہ ہو۔

لیجیے ہم آپ کی معلومات میں اضافہ کیے دیتے ہیں۔ایسے شخص کو جوتا سنگھایا جاتا تھا۔ اس پر وہ ہوش میں آ جاتا تھا۔

ہم مرزا پر پڑنے والے دوروں کی بات کر رہے تھے۔ابھی دورے پڑنے شروع نہیں ہوئے تھے تو مرزا لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔جس دن دورے پڑنے لگے، نماز پڑھانا چھوڑ دی لیکن نبوت کا خیال نہ چھوڑا۔جس سال دورے شروع ہوئے۔مرزا اس سال کے روزے بھی پی گیا۔دوسرے سال روزے شروع کیے لیکن آٹھ نو رکھ کر پھر چھوڑ دیے۔تیسرے سال رمضان شروع ہوا، دس روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ پڑا،شاید مرزا کا اور دوروں کا چولی دامن کا ساتھ شروع ہو چکا تھا۔دورے مرزا کا پیچھا چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھے یا مرزا دوروں کا ساتھ چھوڑنے پر تیار نہیں تھا۔اس کے بعد رمضان آیا تو تیرھویں روزے کو مرزا کو دورہ پڑا۔اس نے وہ روزہ توڑ دیا اور پھر روزے نہیں رکھے۔مرزا نے ان روزوں کی قضا بھی نہیں دی،لیکن مرزا کو بس یہی ایک دوروں والی بیماری نہیں تھی، بلکہ وہ تو بیماریوں کا گھر تھا یا پھر بیماریوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا تھا۔سو سو بار پیشاب کی بات پہلے بھی آ چکی ہے۔مرگی کا بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔اب یہ بھی سن لیں کہ اسے دردِ سر، تشنج، دل کی بیماری، مراق، مالیخولیا اور ہسٹیریا کا مرض بھی تھا۔جو خناق الرحم کی بیماری ہے، یہ بیماری مرزا کو کیسے لاحق ہوئی یہ معلوم نہیں اور نہ جانے کون کون سی بیماریاں لاحق تھیں۔ان کی وجہ سے وہ نماز بیٹھ کر پڑھتا تھا یا نماز بیٹھ کر پڑھنے کے لیے اس نے ان بیماریوں کو خود دعوت دے رکھی تھی۔کبھی کبھی نماز درمیان میں توڑ بھی دیتا تھا۔ بیٹھ کر لمبی نماز صحیح طور پر نہیں پڑھ پاتا تھا۔اپنی یادداشت کی شکایت مرزا نے خود کی

ہے۔ لکھتا ہے: حافظہ اتنا کمزور ہے کہ بیان نہیں کر سکتا، اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ میں دائم المرض آدمی ہوں اور ''سیرۃ المہدی'' میں لکھا ہے کہ مرزا کی زبان میں لکنت بھی تھی۔ اب جو شخص یہ بیان نہ کر سکے کہ اس کا حافظہ کتنا کمزور ہے اور ہو بھی دائمی مریض اور بات بھی اچھے طریقے سے نہ کر سکتا ہو، وہ خود کو نبوت کا دعویٰ کرنے کے قابل نہ جانے کیسے سمجھ بیٹھا۔ یہ بات آج تک کسی مرزائی کی سمجھ میں نہیں آئی۔

اب ذرا مرزا کی فیاضی کا حال بھی سن لیں۔ شروع شروع میں مرزا باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ ان دنوں اس کے ساتھ کبھی ایک دو آدمی شریک ہو جاتے تھے۔ کبھی چھ سات بھی ہو جاتے، لیکن جب پندرہ بیس آدمی شریک ہونے لگے تو اس نے باہر کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ اندر تنہا کھانے لگا۔ یہ اس کی دریا دلی کی ادنیٰ سی مثال ہے، آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

مرزا کو کسی نے مشورہ دیا کہ پیشاب کی تکلیف میں افیون مفید ہے۔ مرزا نے اس سے کہا: اگر میں نے افیون کھائی تو لوگ میرا مذاق اڑائیں گے، میں یہ خبیث چیز نہیں کھاؤں گا۔ اس کے بعد مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے اللہ پر بھروسا کیا، افیون نہیں کھائی اللہ نے بھی مجھے اس سے محفوظ رکھا، یہ مرزا کا بیان ہے۔ اب ذرا اس کے بیٹے کا ایک بیان سن لیں۔ مرزا محمود احمد لکھتا ہے کہ '' مرزا صاحب نے ایک دوا اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق بنائی، اس دوا کا بڑا حصہ افیون تھا۔ یہ دوا مرزا صاحب نے اپنے ساتھ حکیم نور الدین کو بھی کھلائی اور خود بھی کھاتے رہے۔ گویا خبیث چیز سے مرزا شوق فرماتے رہے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں، مرزا پکا جھوٹا تھا اور خبیث چیزیں استعمال کر لیتا تھا۔ یہی نہیں وہ تو ولایتی شراب ٹانک وائن

بھی منگاتا تھا اور پلومر کی دکان سے منگواتا تھا۔ یہ راز آج تک راز ہے کہ مرزا شراب کیوں منگواتا تھا۔اس بات سے کسی مرزائی نے بھی پردہ نہیں اٹھایا۔ یہ بات مرزا کے خطوط سے ثابت ہے کہ وہ ٹانک وائن منگواتا تھا۔شراب کی بوتلیں لانے والے کا نام مہدی حسین تھا۔اب ایک مزے دار واقعہ سنیں اور سر دھنیں کہ مرزا آخر تھا کیا۔ایک صاحب سیر کی غرض سے قادیان گئے۔انھوں نے سوچا چلو مرزا قادیانی سے بھی مل لیں، دیکھیں تو سہی کیسا آدمی ہے۔ چنانچہ وہ مرزا سے ملا، مرزا ان سے بہت اچھی طرح پیش آیا۔نورالدین نے مسجد میں نماز پڑھائی جبکہ مرزا اپنے حجرے میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوگیا۔یعنی اس نے مسجد میں جانے کی زحمت نہیں کی وہ صاحب بہت حیران ہوئے۔انھیں حیرت کا ایک اور جھٹکا اس وقت لگا جب مرزا اچانک نماز توڑ کر گھر کے اندر چلا گیا۔ مارے حیرت کے ان کا بُرا حال ہوگیا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ بعد میں لوگوں نے بتایا کہ جب مرزا پر وحی نازل ہوتی ہے تو وہ اس طرح نماز توڑ کر اندر چلا جاتا ہے۔ یہ تھا اس جھوٹے نبی کا حال۔اول تو جماعت سے نماز ہی نہیں پڑھتا تھا، پھر اپنے حجرے میں بھی نماز توڑ دیتا تھا۔ جبکہ نماز کی حالت میں بھی اگر وحی نازل ہوتو نماز نہیں توڑی جاتی۔اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام کبھی نماز کی حالت میں آتے، آپ کو کسی بات کے متعلق آگاہ کرتے لیکن آپ نماز نہیں توڑتے تھے۔معلوم ہوا کہ جھوٹے کا جھوٹ گل کھلا کر رہتا ہے۔پھر ایسا بھی ہوتا تھا کہ مرزا گھر کے اندر عورتوں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور مزے کی بات یہ کہ مرزا کی بیوی اس کے پیچھے صف میں کھڑی نہیں ہوتی تھی۔اس کے ساتھ کھڑی ہوتی تھی۔اسلام کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

مرزا کے لیے بچپن میں ایک فارسی کا استاد رکھا گیا تھا۔ اس نے مرزا کو قرآن شریف اور مستند فارسی کتابیں پڑھائیں، استاد کا نام فضل الٰہی تھا۔ اس کے بعد ایک عربی اور دینی علوم جاننے والے کو استاد مقرر کیا گیا۔ اس کا نام فضل احمد تھا۔ گرامر اور دینی کتابیں اس سے پڑھیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک استاد گل شاہ سے پڑھا۔ مرزا نے اپنے تین استادوں کا ذکر خود کیا ہے لیکن پھر مرزا یہ بھی لکھتا ہے کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔

آخر کسی کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مرزا کی کتاب دافع البلا اٹھا کر دیکھ لیں وہاں ان استادوں کا ذکر موجود ہے۔ حیرت ہے ان تمام باتوں کے بالکل سامنے ہوتے ہوئے مرزائی، مرزا کو نبی مانتے ہیں، اور تو اور مرزا نے اپنی ایک کتاب میں خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ جب مرزا نے خود یہ بات لکھی ہے تو تمہیں کیا ہو گیا ہے، غور نہیں کرتے۔ باتوں باتوں میں ایک بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ مرزا نے کسی باقاعدہ دینی ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

اب ایک اور مزے دار واقعہ سن لیں۔ مرزا کے باپ کو پنشن ملتی تھی، ایک بار اس نے مرزا کو پنشن وصول کرنے کے لیے بھیج دیا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک ساتھی مرزا امام دین بھی تھا۔ مرزا نے پنشن وصول کر لی تو امام دین نے اسے بہلا یا پھسلایا اور وہ رقم ادھر ادھر خرچ کروا دی پھر خود غائب ہو گیا۔ اب مرزا بہت پریشان ہوا، شرم آئی کہ گھر کیسے جائے، چنانچہ گھر جانے کی بجائے سیالکوٹ چلا گیا، وہاں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں معمولی تنخواہ پر ملازمت کر لی۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ مرزا کو

امام دین نے بہلا پھسلا کر اور دھوکے سے رقم خرچ کروادی، گویا مرزا نے دھوکا بھی کھایا۔ حیرت ہے کہ جو لوگوں سے خود دھوکے کھاتا رہا، مرزائی اس کے دھوکے میں کس طرح آ گئے۔ اس کے نبوت کے دعوے کو کیسے مان گئے۔ ثابت ہوا مرزائی دھوکا کھانے میں مرزا سے بھی دو ہاتھ آ گے ہیں۔

مرزا نے تقریباً سات سال تک کچہری میں ملازمت کی۔ پندرہ روپے ماہ وار تنخواہ لیتا رہا گویا انگریز کی نوکری چاکری کرتا رہا۔ وہیں کرائے کا مکان لے کر رہتا رہا۔ مالک مکان کا نام عمرا جولاہا تھا، سیالکوٹ کی اس ملازمت کے دوران مرزا کو مناظروں کا شوق چرایا۔ وہاں قریب ہی فضل دین نام کے ایک شخص کی دکان تھی۔ اس کی دکان رات گئے تک کھلی رہتی، کچھ پڑھے لکھے مسلمان بھی وہاں آ جاتے، مرزا بھی وہاں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اسی جگہ ایک عیسائی نصر اللہ نام کا وہاں آتا تھا۔ مرزا اس سے مناظرے کرتا تھا، گویا اس دوران اسے بحث مباحثے کا شوق شروع ہوا۔

ایک عیسائی نے ایک بار کہا: عیسائیت کے سوا کسی مذہب میں نجات نہیں۔ مرزا نے اس کی بات سن کر کہا کہ نجات سے تمہاری کیا مراد ہے؟

عیسائی نے کوئی جواب نہ دیا، جواب دیتا بھی کیا؟ اب وہ مرزا کو نجات کے کیا معنی بتاتا۔ نجات سے آسان لفظ کہاں سے لاتا، غالباً اسے حیرت تھی کہ اس شخص کو تو نجات کا مطلب ہی معلوم نہیں اور کرتا پھرتا ہے یہ مناظرے۔ مرزا نے ایسے اور بھی کئی مناظرے کیے۔ ہر مناظرے میں اس نے شکست ہی کھائی۔

اس کے ایک مناظرے کی روداد آپ کو سناتے ہیں۔ پتا نہیں اسے کس نے یہ مشورہ دے دیا تھا کہ عیسائیوں سے جا کر مناظرہ کرو، تم بہت پائے کے عالم ہو۔

عیسائیوں کو مناظروں میں چاروں شانے چت کرنا تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہاں تو ہوا یہ کہ مرزا نے ایک عیسائی کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ اپنے ایک ساتھی کو ساتھ لیا اور چلے اس سے مناظرہ کرنے۔ ملاقات ہوئی تو عیسائی نے ان سے پوچھا:
''یہ بتا دیں کہ آپ میں سے بات کون کرے گا؟''

مرزا کے ساتھی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ بات کریں گے۔''

عیسائی نے سر ہلا دیا اور بولا: ہم عیسیٰ کو مانتے ہیں۔ آپ لوگ بھی مانتے ہیں جب کہ محمد ﷺ کو صرف آپ لوگ مانتے ہیں ہم نہیں مانتے۔ ان حالات میں آپ کو عیسائی ہونے میں کیا حرج محسوس ہوتا ہے۔ مرزا کو عیسائی کے اس سوال کا کوئی جواب سجھائی نہ دیا۔ جب کافی لمحات بیت گئے تو مرزا کے ساتھی سے رہا نہ گیا۔ بولا:
مرزا صاحب! وقت ہو گیا۔

اس کے بولنے پر عیسائی مناظر نے اعتراض کیا اور بولا: میں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ کون بات کرے گا۔ پھر اب آپ کیوں بات کر رہے ہیں۔ اس پر مرزا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا:

''آؤ چلیں......''

گویا مرزا لاجواب ہو کر مناظرے سے بھاگ کھڑا ہوا، وہ اپنے ساتھی کا اشارہ تک نہ سمجھ سکا۔ مرزائی کی بات کا جواب یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نبی ہو چکے ہیں۔ اب محمد ﷺ کی نبوت کا دور ہے لہٰذا آپ پر ایمان لانا ہوگا۔ لیکن مرزا اپنے ساتھی کا اشارہ بھی نہ سمجھ سکا اور شکست کھا کر چلا آیا۔ لیکن یہ تو اس کی بالکل ابتدائی شکستیں تھیں ابھی تو اسے شکست پر شکست کھانا تھی۔

سیالکوٹ کی ملازمت کے دوران مرزا نے تحصیل داری کا امتحان دیا۔ اس کے ساتھ ایک ہندو بھی وہیں ملازم تھا اور اس کا دوست بن چکا تھا۔ اس نے بھی یہ امتحان دیا، مرزا اس امتحان میں فیل ہو گیا جب کہ ہندو پاس ہوا۔ اس وقت بھی مرزا نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص تحصیل داری کا امتحان پاس نہیں کر سکتا، اسے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے وقت کچھ تو سوچنا چاہیے، لیکن شاید مرزا اس قسم کی سوچ سے عاری تھا۔ امتحان میں ناکام ہو کر مرزا نے ملازمت بھی چھوڑ دی اور قادیان چلا آیا۔ ان دنوں اس کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اپنے باپ دادا کی زمینوں کے سلسلے میں انگریز کی عدالتوں میں مقدمات لڑتا پھر رہا تھا، جب اس نے دیکھا کہ اب اس کا بیٹا فارغ ہے تو مقدمات لڑنے کا کام اس کے حوالے کر دیا۔ مرزا نے انگریزی عدالتوں کے دھکے بہت دنوں تک کھائے۔ انگریز ججوں کے سامنے اسے گھنٹوں کھڑا رہنا پڑتا تھا، غور فرمائیں، ایسے شخص نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے یہ بھی نہ سوچا کل تو میں تحصیل داری کے امتحان میں فیل ہو گیا تھا، کل تک تو میں انگریز کی عدالتوں میں کھڑا رہتا تھا، آج میں نبوت کا (جھوٹا) دعویٰ کرتا کیا اچھا لگوں گا۔ لیکن مرزا کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس نے عدالتوں میں حاضریاں دیں، سمن ملنے پر عدالتوں میں حاضر ہوتا رہا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ والے لوگ یا انبیاء علیہم السلام عدالتوں کے دھکے نہیں کھاتے پھرتے، مرزا تو اللہ کا کوئی ولی بھی نہیں تھا، ایک ہندو کے مقابلے میں ذہین بھی نہیں تھا جس ہندو نے اس کے مقابلے میں امتحان پاس کیا، کیا وہ اس سے زیادہ ذہین نہیں تھا؟ کم از کم مرزا کو نبوت کا دعویٰ کرتے وقت یہ تو سوچنا چاہیے تھا چلیے اس نے تو نہیں سوچا، جن لوگوں نے مرزا کو نبی مان لیا، انھیں تو یہ بات سوچنی

چاہیے تھی اور پھر نبیٔ کریم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے: ''ابن مریم حاکم، عادل اور امام منصف کی حیثیت سے آئیں گے۔''

یہ حدیث صحیح البخاری میں ہے، خود مرزا نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام کے پہلے حصے میں اس کو نقل کیا ہے۔ مطلب یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گے، عادل ہوں گے یعنی انصاف کریں گے اور امام منصف ہوں گے یعنی انصاف کرنے والے امام ہوں گے۔ لوگوں میں انصاف کریں گے جب کہ اوپر ہم جو کچھ لکھ آئے ہیں، اس کی رو سے مرزا انگریز کی عدالتوں میں انگریز ججوں کے سامنے ادب سے کھڑا رہا۔ اس میں تو حاکموں والی کوئی ایک بات بھی نہیں تھی۔ اس نے انگریز حکومت کو ایک درخواست بھی لکھی تھی جس میں اس نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا تھا۔ ایسا شخص نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور لوگ اس کی نبوت کو مان لیں تو ان کی عقل کو کیا کہا جائے گا۔

پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ مرزا کے باپ غلام مرتضیٰ اور اس کے چچا غلام محی الدین نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں خدمات انجام دی تھیں۔ گویا مرزا کے باپ دادا نے مسلمانوں کی بجائے سکھوں کا ساتھ دیا تھا۔ سکھوں کی حکومت ختم ہوئی تو ان دونوں بھائیوں کو قلعہ پسرور میں قید کر دیا گیا۔ انگریزوں نے جائیداد ضبط کر لی، اس طرح مرزا مالی پریشانیوں میں مبتلا ہوا اب وہ ہر وقت یہ سوچنے لگا کہ کس طرح دوبارہ دولت مند بن جائے۔

مناظرہ بازی

1857ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں نے مل کر انگریز کا مقابلہ کیا تھا۔ تینوں قومیں چاہتی تھیں کہ کسی طرح انگریز کو اپنے ملک سے نکال باہر کریں۔ انگریز نے اس جنگِ آزادی کو غدر (دھوکے) کا نام دیا۔ اس جنگ کی مرزا کے حوالے سے خاص بات یہ تھی کہ اس کے باپ نے اپنی طاقت سے بھی بڑھ کر انگریز حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ پچاس گھوڑے اور سوار مہیا کیے تھے اور یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے۔ خود مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھی ہے۔ ویسے تو یہ پوری داستان جو آپ پڑھ رہے ہیں ہم مرزا کی کتب ہی سے ترتیب دے رہے ہیں۔ انگریزوں کی خدمات سرانجام دینے والے مسلمانوں کے خیر خواہ تو نہیں تھے، ان حالات میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس پر صرف حیرت ہی ظاہر کی جاسکتی ہے۔

مرزا نے 18 سال تک انگریز کی خدمت کی۔ اپنے قلم سے ان کی تعریف پر تعریف کی، ان کی تعریف میں کتابیں لکھیں۔ اس سلسلے میں دو کتابیں تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں انگریز کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیے۔ اس طرح انگریز حکومت نے یہ جان لیا کہ یہ خاندان تو واقعی ان کا وفادار ہے ان کا جاں نثار ہے، ان کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا انگریز حکومت نے سوچا کہ اس خاندان کے ذریعے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا جاسکتا ہے، ادھر مرزا مالی پریشانیوں

میں مبتلا تھا، انگریز نے اسے مالی سہارا دے کر اپنی مرضی کے مطابق کام لینے کی سوچی، لہٰذا اسے اشارہ دیا گیا کہ وہ نبی بننے کی تیاری شروع کر دے۔

چنانچہ مرزا نے غیر مسلموں سے مناظرہ بازی شروع کی۔ پہلے ہندوؤں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی، پھر عیسائیوں سے مقابلہ بازی کی۔ اس طرح مرزا لوگوں میں مشہور ہونے لگا اور زیادہ مشہور ہونے کے لیے وہ لوگوں کو اپنے عجیب وغریب خواب سنانے لگا۔ لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتانے لگا۔ خود لوگوں سے پوچھا کرتا تھا کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو سناؤ میں اس کی تعبیر بتاؤں گا۔ اس دوران مرزا نے ایک کتاب لکھنے کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلے میں اسے لاہور جانا پڑا۔ لاہور میں ان دنوں ایک ہندو پنڈت دیانند کی بہت شہرت تھی۔ وہ مسلمانوں سے مناظرے کیا کرتا تھا۔ لاہور پہنچ کر مرزا نے مناظروں کا یہ حال دیکھا تو اس نے بھی نعرہ لگا دیا: ہے کوئی جو مجھ سے مناظرہ کرے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا نہ نبوت اور وحی کی بات کی تھی، اس لیے مسلمان اس کے نعرے سن کر بہت خوش ہوئے کیونکہ لوگ پنڈت دیانند اور چند عیسائی پادریوں کے ہذیان، جھوٹ اور فریب کاریوں سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے، ان مناظروں میں عیسائی پادری بھی کود پڑے۔

اس مناظرے بازی سے مرزا نے کچھ شہرت حاصل کی پھر قادیان چلا گیا۔ اب اس نے ایک کتاب لکھنے کا اعلان کیا اور یہ اعلان بھی کیا کہ وہ اس کتاب کی پچاس جلدیں لکھے گا۔ اس سلسلے میں لوگوں سے چندے کی اپیل کی گئی، بے تحاشا چندہ جمع کیا گیا۔ کتاب کے بارے میں لکھا گیا کہ قرآن کے مطابق لکھی جائے گی

اور اس کے مطالعے سے غیر مسلم اسلام قبول کریں گے۔ اس اعلان کی بنیاد پر لوگوں نے بڑھ چڑھ کر چندے دیے۔ ایک اعلان مرزا نے یہ کیا کہ جو اس کتاب کے دلائل کو توڑے گا، اسے دس ہزار روپے دیے جائیں گے۔ اب تو چاروں طرف سے چندہ آنے لگا۔

کتاب کی اشاعت سے پہلے ہی قیمت مقرر کر دی گئی۔ اس میں بھی کئی بار تبدیلی کی گئی، پہلے پانچ روپے قیمت رکھی، پھر دس روپے، اس کے بعد پچیس روپے، لوگوں سے پچیس کی بجائے سو سو روپے وصول کیے گئے۔ مرزا نے اس کتاب کے اشتہار پر اشتہار شائع کیے، خوب پروپیگنڈا کیا۔ آخر کتاب کے چار حصے شائع کیے گئے۔ کتاب کا نام براہین احمدیہ رکھا۔ لوگ باقی جلدوں کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ انھوں نے قیمت ادا کر رکھی تھی، لیکن ایک مدت تک کوئی اور جلد شائع نہ ہوئی۔ پہلا اور دوسرا حصہ 1880ء میں شائع ہوا تھا۔ تیسرا 1882ء میں اور چوتھا 1884ء میں شائع ہوا، اس لحاظ سے پانچواں حصہ 1888ء میں آ جانا چاہیے تھا، لیکن پانچواں حصہ مرزا نے اپنی عمر کے آخری حصے میں 23 سال بعد شائع کیا اور دعویٰ یہ تھا کہ اس کتاب کے پچاس حصے لکھوں گا۔ جب کہ صرف پانچ حصے لکھے۔ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب! آپ نے اعلان تو کیا تھا کہ پچاس حصے لکھیں گے، لکھے صرف پانچ، یہ کیا بات ہوئی بھلا! کیا ایک مسلمان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ کہے کچھ، کرے کچھ۔ پھر اس کتاب کے سلسلے میں آپ نے بے تحاشا چندہ وصول کیا ہے۔ لوگوں نے وہ چندہ پچاس جلدوں کے حساب سے آپ کو بھیجا تھا۔ لہٰذا یہ کیا بات ہوئی، اس کا جواب مرزا نے دیا وہ بھی مرزائیت کی پوری طرح عکاسی کرتا ہے۔ اس نے براہین احمدیہ کے پانچویں حصے کے دیباچے میں

لکھا: ’’پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا، مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں میں وہ وعدہ پورا ہو گیا۔‘‘

آپ نے ملاحظہ فرمایا، مرزا کے یہ الفاظ آج بھی اس کی کتاب کے دیباچے میں موجود ہیں۔ عقل سے پیدل لوگ اسے پھر بھی نبی مانتے ہیں۔ جس نے یہ لکھا کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطے کا فرق ہے گویا پچاس جلدیں اور پانچ جلدیں برابر ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ مرزائیوں سے ہرگز کوئی لین دین نہ کریں، ورنہ آپ کے ہاتھ میں پانچ کا نوٹ تھما کر کہیں گے: لو بھئی پچاس روپے...... پانچ میں اور پچاس میں بس ایک نقطے ہی کا تو فرق ہے۔

نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے مرزا نے یہ نعرہ لگایا:

’’میں مجدد ہوں اور محدث بھی ہوں۔‘‘

اس نے یہ نعرہ 1889ء میں لدھیانہ میں بلند کیا، مجدد، دین میں نئی روح پھونکنے والے کو کہتے ہیں۔ حدیث کی روشنی میں ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مرزا نے جب یہ دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں اور محدث بھی ہوں تو اس کے اس دعوے کو سب سے پہلے حکیم نورالدین نے تسلیم کیا۔ یعنی اس نے مرزا کو مجدد مان لیا اور محدث بھی۔ حکیم نورالدین کے بارے میں بھی سن لیجیے۔ جس زمانے میں مرزا سیالکوٹ کی کچہری میں نوکری کرتا تھا، انھی دنوں وہاں اس کی ملاقات حکیم نورالدین سے ہوئی تھی۔ مرزا نے عیسائیوں اور ہندوؤں کو جو مناظرے کے چیلنج دیے تو اس کی شہرت حکیم نورالدین تک پہنچی، اس نے مرزا سے ملاقات کی، اس طرح دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ مرزا نے جب

براہینِ احمدیہ کی اشاعت کے سلسلے میں اعلانات کیے تو حکیم نورالدین نے اخراجات اپنے ذمے لینے کا اعلان کیا۔ حکیم نورالدین نے دراصل مرزا کو اپنا پیر مان لیا تھا۔ جب اس نے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے حکیم نورالدین نے اس کے دعوے کو مانا، گویا اس نے مرزا کو مجدد اور محدث مان لیا۔ اب مرزا مجدد کی حیثیت سے لوگوں کو اپنا مرید بنانے لگا۔ مرید بننے کی کچھ شرائط تھیں۔ ایک شرط یہ تھی کہ وہ ہمیشہ انگریزوں کا وفادار رہے گا۔ گویا مرزا کا مرید بننے کے لیے انگریز کا وفادار ہونا لازمی شرط تھی۔ کیا یہ بات عجیب ترین نہیں اور اس پر غور کیا جائے تو کیا یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ یہ سب کچھ انگریز کے اشارے پر ہو رہا تھا۔ پھر مرزا کا یہ اعلان سامنے آیا، اس نے اپنی ایک کتاب میں لکھا:

''محدث ایک طرح سے نبی ہی ہوتا ہے۔''

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا نے نبی بننے کا پروگرام پہلے ہی ترتیب دے لیا تھا، بلکہ اس نے کیا ترتیب دیا تھا انگریز نے ترتیب دے کر پروگرام اس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا کہ اس طرح آگے بڑھنا ہے۔ لہٰذا پہلے کہا میں مجدد ہوں، میں محدث ہوں پھر کہا محدث ایک طرح سے نبی ہوتا ہے۔ ایک ایک قدم آگے اٹھانے کا مطلب یہ تھا کہ اندازہ ہو جائے لوگ کس حد تک مخالفت کرتے ہیں۔ اور مخالفت ہوئی، لیکن حکومت انگریز کی تھی' انگریز کی حکومت نے مرزا کی مدد کی، حفاظت کی، اس لیے مرزا اپنا کام جاری رکھنے میں ناکام نہیں ہوا، کام جاری رہا۔ پھر 1891ء میں مرزا نے ایک اور اعلان کیا......اعلان یہ تھا:

''میں مثیلِ مسیح ہوں''

یعنی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسا ہوں یا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نمونہ ہوں۔ پھر مرزا نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں واضح طور پر لکھا کہ میں مسیحِ موعود نہیں ہوں یعنی میں وہ عیسیٰ نہیں ہوں جس کی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ میں تو صرف مثیلِ مسیح ہوں۔ لیکن اس کے فوراً بعد اپنی کتابوں میں لکھا:

''میں ہی وہ مسیحِ موعود ہوں اور یقیناً سمجھ لو کہ نازل ہونے والا ابنِ مریم یہی ہے۔''

اب ترتیب ملاحظہ ہو: میں مجدد ہوں، میں محدث ہوں، میں مثیلِ مسیح ہوں، میں مسیحِ موعود ہوں یعنی ابن مریم ہوں، مطلب یہ کہ میں ہی عیسیٰ ابن مریم ہوں اور پھر اس نے 1891ء میں اپنی ایک کتاب میں لکھا:

''میں آسمان سے اترا ہوں۔ ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے''

لیجیے! اب مرزا آسمان سے نازل ہو گیا، حالانکہ وہ چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، چراغ بی بی کا گھریلو نام گھسیٹی تھا۔

اب لوگوں کی آنکھیں کھلیں، علمائے کرام چونکے کہ یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کس قسم کے دعوے ہیں۔ چنانچہ مرزا کی مخالفت شروع ہو گئی، اعتراضات شروع ہوئے لوگوں نے مرزا پر پہلا اعتراض یہ کیا کہ احادیث کی رو سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو دو زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے فوراً اس کا جواب گھڑ دیا۔ اس نے لکھا:

''میں ہمیشہ بیمار رہنے والا آدمی ہوں، وہ زرد رنگ کی دو چادریں جن کا

ذکر احادیث میں ہے کہ ان میں مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے، دراصل دو بیماریاں ہیں، ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سر درد بے خوابی، تشنج، دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر میرے نچلے بدن میں ہے، وہ شوگر کی بیماری ہے مجھے اکثر سو سو مرتبہ ایک رات دن میں پیشاب آتا ہے۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مرزا نے حدیث کے الفاظ سے کیا معنی گھڑے،......! لیکن معاملہ یہاں تک نہیں رہا۔ 1891ء میں اس نے آخر کار نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ پہلی مرتبہ نبوت کا اعلان کرنے کے لیے کس طرح ڈرامہ رچایا گیا، ملاحظہ فرمائیں:

مرزا کی مسجد میں مولوی عبدالکریم جمعہ کی نماز کا خطبہ دیا کرتا تھا۔ ایک جمعہ کے خطبے میں اس نے مرزا کے لیے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے۔ ان الفاظ کو سن کر لوگ حیران ہو کر تلملائے، خطبہ ختم ہوا۔ نماز ہو چکی تو لوگوں کے سامنے مولوی عبدالکریم نے مرزا کے کپڑے پکڑ کر کہا: جناب! اگر میں غلط ہوں اور میں نے غلط الفاظ منہ سے نکالے ہیں تو درست فرمائیں۔ اس پر مرزا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا:

''مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب ہے اور دعویٰ ہے جو آپ نے فرمایا ہے۔''

صاف ظاہر ہے کہ مرزا نے مولوی عبدالکریم کے منہ سے خود اپنی نبوت کا اعلان کروایا تھا۔ یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ہوا تھا۔ اب نبوت کے دعوے کے بعد ضرورت تھی نبوت کا ثبوت پیش کرنے کی، مرزا نے یہ کام بھی بڑے انوکھے انداز سے کیا۔ لوگوں سے ایسے ایسے جھوٹ بولے کہ آسمان بھی شرما جائے۔

پیش گوئیاں

مرزا نے جب دیکھ لیا کہ اس کے آس پاس موجود لوگوں نے تو کوئی خاص ردعمل اور کوئی شور نہیں مچایا تو اس نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اب ضرورت تھی لوگوں کو یقین دلانے کی کہ وہ واقعی نبی ہے، تمام انبیاء نے اپنی نبوت کے اظہار کے لیے معجزات دکھائے، پیش گوئیاں کیں، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن گیا اور فرعون کے جادوگروں کے تمام سانپوں کو کھا گیا اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کے پرندے بنائے اور ان پر پھونک ماری تو وہ اُڑنے لگے، یا مردوں کو زندہ کر دکھایا، اسی طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ کھانے میں اتنی برکات ہوئیں کہ چند آدمیوں کا کھانا پورے لشکر کے لیے کافی ہو گیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک پیش آنے والے واقعات کے بارے میں 1400 سو سال پہلے ہی بتا دیا، پیش گوئیاں کر دیں، اور یہ بھی امت پر واضح کر دیا کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے بعد تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک خود کو نبی کہے گا، حالانکہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو اس طرح مرزا نے سوچا کہ اب مجھے بھی معجزات دکھانے چاہئیں پیش گوئیاں کرنی چاہئیں، تبھی لوگ میرے دعوے کو سچا جانیں گے، تبھی لوگ مجھے چندہ دیں گے، تبھی نبوت کی جھوٹی دکان چمکے گی۔ چنانچہ اس سلسلے میں اس

نے سب سے پہلے ایک زبردست قسم کی پیش گوئی کرنے کا فیصلہ کیا، اس نے اعلان کیا:

''مجھے الہام ہوا ہے، اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، میں تیرے ساتھ ہوں۔ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، خوب صورت لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے، اس کا نام شبیر ہے...... مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے۔ وہ بہتوں کو بیماری سے پاک کر دے گا۔ علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر ہوگا، وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا، اسیروں کی دستگیری کرے گا، قومیں اُسی سے برکت پائیں گے۔''

مرزا نے یہ اشتہار 20 فروری 1886ء میں شائع کیا۔ یہ اشتہار اس کی کتاب تبلیغِ رسالت میں آج بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس اشتہار میں بڑے زور شور سے اور بلند بانگ دعووں سے لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی موجود ہے، اس پیش گوئی کو مرزا نے اپنی نبوت کی دلیل قرار دیا، لیکن ہوا کیا، مرزا کے ہاں لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوگئی، خوب مذاق اُڑا، قہقہے لگائے گئے، اعتراضات کیے گئے، طنزا لوگوں نے اس کے منہ پر جا کر کہا:

''مرزا صاحب! آپ کی پیش گوئی تو لڑکے کی تھی، پیدا ہوئی لڑکی، بھلا یہ کیا بات ہوئی، آپ کی پیش گوئی تو ہوا میں اُڑ گئی''۔

مرزا تھا چکنا گھڑا، اس پر طنز کے تیر کیا اثر کرتے، پہلے سے جواب سوچ رکھا تھا مرزا نے لوگوں کو یہ جواب دیا:

''اس اشتہار میں میں نے یہ کب لکھا تھا کہ وہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا''

اس کے تیرہ سال بعد کہیں جا کر مرزا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کے موقع پر مرزا نے پھر ایک زبردست دعویٰ کیا، دعویٰ یہ تھا:

''میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے...... اس کے بارے میں پیش گوئی 20 فروری 1886ء میں کی گئی تھی، (یعنی تیرہ سال پہلے پیش گوئی کی گئی تھی اس وقت یہ کہا گیا تھا:

''ایک خوبصورت لڑکا تمہارے ہاں مہمان آتا ہے وغیرہ۔'' جب لڑکا نہ ہوا، لڑکی ہوگئی تو کہا: ''میں نے یہ کب لکھا تھا کہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا'' اب تیرہ سال بعد اس پیش گوئی کا ذکر فخریہ انداز میں کیا جارہا ہے کہ جس لڑکے کی میں نے پیش گوئی کی تھی، جس کے بارے میں لکھا تھا کہ مہمان آتا ہے، وہ تیرہ سال بعد پیدا ہوا) سو اللہ نے میری تصدیق کے لیے (یعنی سچا نبی ثابت کرنے کے لیے اس چوتھے لڑکے کی پیش گوئی کو 14 جون 1899ء میں پورا کر دیا ہے)۔

آپ نے الفاظ پڑھے، مطلب یہ کہ میں سچا ثابت ہوگیا ہوں اور میرے مخالف جھوٹے ثابت ہوگئے ہیں۔ وہ لڑکا پیدا ہوگیا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے، وہ بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا، علوم سے پُر ہوگا، قومیں اس سے برکت پائیں گی جیسے الفاظ استعمال کیے گئے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں، 14 جون 1899ء کو پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں مرزا نے واضح طور پر کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی پیش گوئی 20 فروری 1886ء میں کی گئی تھی۔

اب مزے کی بات سنیں، یہ مبارک احمد صرف نو سال کی عمر میں مرگیا، وہ نہ تو بہتوں کو بیماریوں سے پاک کر سکا، نہ اپنے علوم سے لوگوں کو فیض پہنچا سکا، نہ قومیں اس سے برکت پا سکیں۔ اللہ کے فضل سے اس لڑکے نے پیدا ہو کر اور نو سال کی عمر میں مر کر یہ بات ضرور ثابت کر دی کہ ''میرا باپ اول نمبر کا جھوٹا ہے۔'' وہ مرزا کے جھوٹ پر مرگیا، مرزا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا، اس بارے میں کہنے کے لیے اب کچھ بھی نہیں بچا تھا، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ فوراً اس جھوٹے دعوے سے تائب ہو جاتا، لیکن اس کے مقدر میں ہدایت نہیں تھی۔ وہ اپنے جھوٹ پر اڑا رہا اور اپنے لیے جہنم کا گڑھا تیار کرالیا۔

اس کے بعد مرزا نے ایک اور دلچسپ پیش گوئی کی، دراصل ان پیش گوئیوں سے وہ اپنی نبوت کی جھوٹی دھاک لوگوں پر بٹھانا چاہتا تھا۔ انبیائے کرام کو معجزات دکھانے اور پیش گوئیاں کرنے کا کوئی شوق نہیں ہوتا، یہ کام تو موقع اور محل کے اعتبار سے خود سرزد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی معجزات انھیں عطا کرتا ہے اور جو خبریں اللہ تعالیٰ انھیں عطا کرتا ہے، وہ لوگوں کو سناتے ہیں۔ ظاہر ہے انبیائے کرام کو یہ شک کیوں ہونے لگا کہ کہیں پیش گوئی سچ ثابت نہ ہو، لیکن مرزا چونکہ جھوٹا بھی تھا، اس لیے اسے ہر لمحے یہ فکر کھائے جاتا تھا کہ کہیں اس کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت نہ ہو جائے، اس لیے وہ گول مول پیش گوئیاں کرتا تھا، کوئی پہلو بچا رکھتا تھا کہ بعد میں کہہ سکے، میں نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا، یا میرے کہنے کا مطلب تو یہ تھا جیسا کہ ابھی آپ پڑھیں گے، اس کی یہ پیش گوئی اس کی اپنی عمر کے بارے میں ہے، اپنی ایک کتاب میں اس نے لکھا:

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئی سے صرف اس زمانے کے لوگ ہی فائدہ نہ اُٹھائیں بلکہ بعض پیش گوئیاں ایسی بھی ہوں کہ آئندہ

زمانے کولوگوں کے لیے بھی ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ یہ پیش گوئی کہ میں اسّی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے چند سال کم عمر جیوں گا۔''

یوں یہ پیش گوئی کسی لطیفے سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک کی عمر مقرر ہے تو اس میں چند سال کم یا زیادہ کہاں سے آ گئے، لیکن مرزا کو خوف تھا، اگر صرف اسی سال لکھے اور موت اس کے مطابق نہ ہوئی تو وہ بالکل جھوٹا ثابت ہو جائے گا، اس لیے اس نے چند سال زیادہ یا کم کا دُم چھلہ لگایا تاکہ بعد میں اس کے ماننے والے اعتراضات کا جواب دے سکیں، لیکن ایسا بھی نہ ہو سکا، اس لیے کہ مرزا 68 سال کی عمر میں مر گیا۔ ثبوت ملاحظہ ہوں:

اس نے اپنی ایک کتاب میں لکھا: میری تاریخِ پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہے مرزا کی موت تمام مرزائیوں کے مطابق 1908ء میں ہوئی۔ اس طرح عمر 68 سال بنی اور دو چار کم یا دو چار زیادہ سال تو 64 یا 72 بنتے ہیں۔ 68 اور 80 میں دو چار کا نہیں بلکہ بارہ سال کا فرق ہے، لہٰذا مرزا قطعاً جھوٹا آدمی تھا۔ گویا ان کے (جھوٹے) نبی صاحب کے جھوٹ سچ کا انحصار تاریخ پیدائش کے ریکارڈ پر تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کو آشکار کرنے کے لیے ان سے ایسے ناقص علم پر پیشین گوئی کرائی۔

مرزائیوں کو جب مرزا کی کتابوں میں تاریخ پیدائش لکھی ہوئی دکھائی جاتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اُس زمانے میں تاریخ پیدائش کا ریکارڈ تو ہوتا ہی نہیں تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزائی جھوٹ بولنے میں مرزا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق اُلٹ کر دیکھ لیں کہ کیا نبیِ کریم ﷺ کی تاریخ پیدائش درج نہیں ہے۔ نبیِ کریم ﷺ کے بعد آپ کے خلفائے راشدین کی تاریخیں ملتی ہیں یا نہیں، تمام مشاہیر کی تاریخِ پیدائش

ان کی سوانح عمریوں میں درج ہے، وفات کی تاریخیں درج ہیں اور مرزائی کہتے ہیں کہ اس زمانے میں تاریخ پیدائش لکھنے کا رواج نہیں تھا، یعنی سو سال پہلے رواج شروع نہیں ہوا تھا، چودہ سو سال پہلے رواج موجود تھا، یہ ہے مرزا کا کچا چٹھا۔

ذکر ہو رہا تھا مرزا کی اوٹ پٹانگ اور بے پر کی پیشین گوئیوں کا، لیجیے ہم آپ کو ایک اور پیشین گوئی کا دلچسپ حال سناتے ہیں۔ مرزا کی ہر پیشین گوئی ہمیں یہ غور کرنے کی دعوت دیتی نظر آتی ہے کہ مرزا تھا کیا؟

مرزا کا ایک رشتے دار احمد بیگ تھا، ہوشیار پور کا رہنے والا تھا۔ ایک بار وہ کسی کام سے مرزا کے پاس آیا۔ مرزا نے اس سے اس کی بیٹی محمدی بیگم کا رشتہ مانگ لیا۔ احمد بیگ بے چارہ تو اپنے کام سے آیا تھا اس نے فوراً رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور وہاں سے لوٹ گیا۔ اس کے جانے کے بعد مرزا نے اسے ایک خط لکھا۔ خط کے الفاظ ذرا غور سے پڑھ لیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ آپ کی تمام نحوستیں دور کرے گا۔ اگر یہ رشتہ نہ ہوا تو آپ کے لیے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگا۔ یہ دونوں باتیں برکت اور موت کی ایسی ہیں کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا سچا یا جھوٹا ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔''

اس خط کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مرزا کے دعوے کے مطابق یہ بات اللہ تعالیٰ نے مرزا پر ظاہر کی اور اس پیشین گوئی سے مرزا کے سچا یا جھوٹا ہونے کا پتا

چل جائے گا۔

خط احمد بیگ کو ملا، اس نے پڑھا لیکن وہ بالکل نہ ڈرا، اور اس نے مرزا کا مطالبہ ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر مرزا کو غصہ آ گیا۔ اب اس نے ایک اشتہار شائع کیا، اس اشتہار کے الفاظ بھی غور سے پڑھ لیں، مرزا نے لکھا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس لڑکی کے لیے رشتہ طلب کرو اور ان سے کہہ دو کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا۔ اگر نکاح نہ کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ جس دوسرے شخص سے اس کی شادی ہوگی، وہ شادی کے دن سے اڑھائی سال کے اندر اور اس کا باپ تین سال کے اندر فوت ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی بیٹی کو ہر ایک رکاوٹ دور کرنے کے بعد آخر کار اسی عاجز مرزا کے نکاح میں لائے گا (مطلب یہ کہ یہ شادی ہر حال میں ہو کر رہے گی چاہے کوئی لاکھ رکاوٹیں ڈالے) اور کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے اور یہ ہماری پیشین گوئی ہے۔ ہمارے سچ اور جھوٹ کو جاننے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔''

اس اشتہار میں بالکل صاف لکھا ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے ہو کر رہے گا چاہے اس کی شادی کسی اور سے کر دی جائے۔ تب بھی وہ آخر کار میرے نکاح میں آئے گی اور یہ کہ اس دوسرے شخص سے نکاح کی سزا ان لوگوں کو یہ ملے گی کہ نکاح کی تاریخ سے اڑھائی سال بعد اس کا خاوند اور نکاح کی تاریخ سے تین سال بعد اس کا باپ یعنی محمدی بیگم کا باپ فوت ہو جائے گا۔ یہ سب باتیں مرزا کے سچا ہونے کی

دلیل ہوں گی اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ مرزا نے مزید وضاحت کے لیے یہ بھی لکھا:

- مرزا احمد بیگ پورے تین سال بعد فوت ہوگا۔
- لڑکی کا خاوند اڑھائی سال کے اندر فوت ہوگا۔
- احمد بیگ اپنی بیٹی کی شادی کے دن تک فوت نہ ہوگا۔
- لڑکی بھی نکاح ہونے، بیوہ ہونے اور دوسرا نکاح ہونے تک فوت نہ ہوگی۔
- میں بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہوں گا۔
- پھر یہ کہ اس عاجز سے اس کا نکاح ہو جائے گا۔

پیشین گوئی کے یہ چھ حصے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں۔ اب سنیے! محمدی بیگم کے باپ پر اس اشتہار کا بھی ذرا اثر نہ ہوا۔ وہ مرزا کو پکا جھوٹا سمجھتا تھا، اس لیے ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس نے اپنی بیٹی محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ مرزا اپنی کوشش میں ناکام ہوگیا۔ اس کی دھمکیاں، پیشین گوئیاں، اشتہار بازی اور کوششیں، سب دھری کی دھری رہ گئیں۔

پھر مزے کی بات یہ کہ مرزا سلطان محمد کی موت کی پیشین گوئی اڑھائی سال کے اندر پوری ہونے کی تھی، وہ زندہ سلامت رہا۔ اس کا نکاح محمدی بیگم سے 17 اپریل 1892ء کو ہوا اور مرزا 1908ء میں فوت ہوا۔ گویا مرزا کی زندگی میں محمدی بیگم بیوہ بھی نہیں ہوئی، اس کے نکاح میں تو کیا آتی۔

اس سلسلے میں مزے دار بات یہ ہوئی کہ جب نکاح کو اڑھائی سال گزر گئے تو لوگوں نے مرزا کا خوب مذاق اڑایا اور کہا: مرزا صاحب! آپ نے تو پیشین گوئی کی

تھی کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہوا تو وہ شخص نکاح کی تاریخ سے اڑھائی سال بعد فوت ہو جائے گا، لیکن وہ تو زندہ سلامت ہے۔ مرزا کیا جواب دیتا اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ جھوٹ کے پاؤں جو نہیں ہوتے، تاہم اس کے بعد بھی اس نے اپنی یہ کوشش جاری رکھی۔ مرزا سلطان بیگ کو دھمکیاں دیتا رہا کہ محمدی بیگم کو طلاق دے دو۔ اس دوران اس نے ایک بار پھر یہ بھی اعلان کیا:

"آخر کار اللہ تعالیٰ اس لڑکی کو میری طرف لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔"

اس میں تو شک نہیں کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی باتوں کو ٹال سکے اور اللہ کی باتیں ہی تھیں کہ مرزا کے نکاح میں محمدی بیگم آ ہی نہیں سکی۔ اللہ تعالیٰ کو تو دنیا پر ظاہر کرنا تھا کہ مرزا کتنا جھوٹا ہے۔ افسوس! مرزائیوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے، وہ ان باتوں پر غور کرنے کے لیے تیار تک نہیں ہوتے۔ پیشین گوئی کا ایک جملہ پھر ذہن میں دہرا لیں:

"اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی بیٹی کو ہر ایک رکاوٹ دور کر کے میرے نکاح میں لائے گا اور یہ میرے سچا ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہوگا۔"

لیکن یہ نکاح نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ بھی مقرر نہیں فرمایا تھا۔ مقرر فرمایا ہوتا تو نکاح ہو کر رہتا لیکن مرزا کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ پیشین گوئی بہت بڑا ثبوت بن گئی۔

اسی قسم کی ایک پیشین گوئی مرزا نے 1893ء میں کی۔ ہوا یہ کہ مرزا نے عیسائیوں

سے مناظرہ طے کیا۔ اس مناظرے میں مرزا اپنی پوری کوشش کے باوجود عیسائی مناظر کو شکست نہ دے سکا۔ مناظرہ پندرہ دن تک جاری رہا، اب اسے اور تو کچھ نہ سوجھی شرمندگی مٹانے کے لیے یہ اعلان کیا:

''آج مجھ پر جو ظاہر ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق جھوٹ بول رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اسے سخت ترین ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ جو شخص سچ پر ہے، اس کی عزت ہوگی، اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی تو میں سزا کے لیے تیار ہوں۔ مجھے ذلیل کیا جائے گلے میں رسّا ڈال کر مجھے پھانسی دے دی جائے، ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔''

عیسائی مناظر کا نام عبداللہ آتھم تھا، یہ پیشین گوئی دراصل اس کے مرنے کی تھی، ہاویہ میں گرائے جانے کا مطلب تھا: جہنم رسید ہوگا۔

پھر ہوا یہ کہ پندرہ ماہ گزر گئے، عبداللہ آتھم زندہ رہا۔ اسے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہ پہنچی، مناظرے کے وقت وہ کمزور سا آدمی تھا اس مناظرے کے بعد صحت مند ہوگیا۔ شاید اس کی گری ہوئی صحت کو دیکھ کر ہی مرزا نے پیشین گوئی کی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ پہلے سے بہتر ہوگیا۔ جب وہ نہ مرا اور لوگوں نے مرزا کا ایک بار پھر مذاق اڑایا تو مرزا نے نیا بہانہ گھڑا، لوگوں سے کہا:

''اس نے توبہ کرلی ہوگی، وہ دل میں ڈر گیا تھا''

لیکن جب لوگوں نے آتھم سے رابطہ کیا تو اس نے فوراً کہا کہ نہ میں ڈرا، نہ میں نے توبہ کی.... میں توبہ کس بات سے کرتا بھلا، خدا نے مرزا کو جھوٹا ثابت کردیا۔

آتھم نے یہ اعلان اخبار میں شائع کروایا۔ اس کا مطلب صاف ہے، مرزا کا یہ کہنا کہ آتھم دل میں ڈر گیا تھا، اس نے توبہ کر لی تھی، یہ سب جھوٹ تھا۔ جھوٹے کے پاس جھوٹ کے سوا اور ہوتا ہی کیا ہے۔

دنیا میں جب بھی کسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، اسے ذلیل وخوار ہی ہونا پڑا۔ تمام جھوٹے نبیوں کی تاریخ پڑھ ڈالیے، سب کے سب ذلت کی موت مرے۔

مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ علمائے کرام نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔ ان علماء میں ممتاز ترین نام مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ مولانا بٹالوی نے مرزا کے خلاف مسلمانوں، خصوصاً علما کو متوجہ کیا۔ ان کا تعاقب کیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جگہ ان کے جھوٹ کا پول کھولا۔ ان کا ہفت روزہ اخبار اہل حدیث امرتسر جھوٹی نبوت کی تردید میں سب سے زیادہ سرگرم اخبار تھا۔ مرزا ان کی تحریروں سے تنگ آ گیا، اس قدر تنگ آیا کہ ایک خط مولانا کو لکھ مارا۔ ملاحظہ فرمائیں خط کے الفاظ:

> ''آپ ایک زمانے سے مجھے جھوٹا لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے پرچے میں مجھے جھوٹا، دجال اور مفسد لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کی طرف سے بہت دکھ اٹھایا مگر صبر کرتا رہا۔ اگر میں ایسا ہی جھوٹا ہوں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں آپ کی زندگی میں مر جاؤں گا، کیونکہ جھوٹے کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی۔ وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں جھوٹا نہیں ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں

خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔بس وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں نہیں بلکہ صرف خدا کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔ جیسے طاعون اور ہیضہ وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں کی صورت میں، تو یہ بیماریاں جو میری زندگی میں ہی آپ کو نہ ہوئیں تو میں جھوٹا......

میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میرا نبی ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔آمین! مگر اے میرے خدا اگر مولوی ثناء اللہ مجھ پر جھوٹا الزام لگاتا ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ تو اسے میری زندگی میں نابود کر...... مگر انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون اور ہیضے وغیرہ سے سوائے اس صورت کے کہ وہ توبہ کرے......

اے اللہ! میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ ثناء اللہ اور مجھ میں سچا فیصلہ فرما دے، اور تیری نظر میں جو واقعی جھوٹا ہے اسے سچے کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔'' آمین ثم آمین!''

یہ اشتہار 15 اپریل 1907ء کو شائع ہوا تھا۔اس میں چند باتیں بالکل صاف اور واضح ہیں، ایک یہ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں مر جاؤں۔ اگر میں سچا ہوں، مسیحِ موعود ہوں، اللہ کی طرف سے ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسری میری زندگی میں فوت ہو جائے گا۔مزید وضاحت اس اشتہار میں یہ ہے کہ موت بھی انسانی ہاتھوں سے نہیں ہوگی، یعنی قتل نہیں کیا جائے گا تاکہ مخالف یہ نہ کہہ دیں کہ مرزا نے خود کو

سچا ثابت کرنے کے لیے مولانا ثناء اللہ کو قتل کروا دیا ہے۔ اس لیے موت بھی ایسے ذریعے سے ہوگی جو انسان کے اختیار میں نہیں، مثلاً طاعون یا ہیضہ یا اس جیسے کسی مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ ایک بات مزید وضاحت کے لیے یہ کہی گئی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ یعنی دونوں میں سے جو سچا ہوگا، وہ زندہ رہے گا اور اس کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا، وہ بھی طاعون یا ہیضے سے......

اب مرزائیوں سے کوئی پوچھے اس پیش گوئی کا، اس دعوے کا کیا نتیجہ نکلا تھا تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگتے ہیں۔ ہم تو ان سے صاف اور سیدھی باتیں پوچھتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مرزا کی زندگی میں فوت ہوئے یا نہیں، طاعون یا ہیضے سے مرے یا نہیں، سب جانتے ہیں، مرزا 1908ء میں مر گیا تھا اور مرا بھی ہیضے سے تھا۔ خود اس کے بیٹے کی کتاب سیرت المہدی سے یہ ثابت ہے کہ جس روز مرزا کو موت آئی، اسے اس رات کو دست لگے ہوئے تھے، تمام رات وقفے وقفے سے اسے دست آتے رہے، خود اس نے مرنے سے پہلے اپنے لوگوں سے یہ کہا تھا یا نہیں کہ مجھے ہیضہ ہو گیا ہے۔ اور اسی حالت میں وہ مر گیا۔ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت تک زندہ رہے۔ وہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے یہیں سرگودھا میں ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا کی وہ دعا جو اس نے اس اشتہار میں مانگی تھی، قبول فرمائی، اسے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں موت دے دی، وہ بھی انسانی ہاتھوں سے نہیں، ہیضے جیسے مرض سے۔ اس اشتہار میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ مرزا نے لکھا ہے کہ جھوٹے کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی۔

وہ میں ہوں

اپنی عمر کی پیش گوئی کے اعتبار سے اس کی زندگی بھی اتنی نہیں ہوئی۔ اس سے کم ہوئی۔ مرزا نے دعویٰ کیا تھا کہ میری عمر 80 برس ہو گی، لیکن مرزا 1839 عیسوی یا 1840 عیسوی میں پیدا ہو کر 1908 عیسوی میں مر گیا۔ عمر 68 سال ہوئی اور یہ کوئی لمبی عمر نہیں تھی۔ لہٰذا مرزا سوائے جھوٹے کے اور کچھ نہیں تھا۔ مرزائی عقل کے ناخن لیں، مرزائی مبلغین نے ان کی آنکھوں پر جو پُرفریب پٹیاں چڑھائی ہیں، ان پٹیوں کو اتار کر اس کے دعووں کو غور سے پڑھیں اور ہدایت حاصل کر لیں۔ یہ ہمارا انھیں نہایت ہمدردانہ مشورہ ہے۔

اس اشتہار میں مرزا نے ایک بار پھر خود کو مسیحِ موعود لکھا ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی کتابوں میں اس نے لکھا کہ میں مسیحِ موعود ہوں، میں ہی مسیحِ موعود ہوں۔ اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں اس نے واضح طور پر لکھا کہ میں ہی مسیحِ موعود ہوں۔ کشتیٔ نوح میں لکھا: میں ہی وہ مسیحِ موعود ہوں جو نبی ﷺ کی قبر میں دفن ہو گا۔ یعنی خود کو مسیحِ موعود ثابت کرنے کے لیے یہ تک لکھا کہ مجھے نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔
اب چونکہ مرزا کا دعویٰ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں اور جس مسیح کو آنا تھا، وہ میں ہوں، لہٰذا اپنے دفن کے بارے میں بھی پیش گوئی کر ڈالی کہ میں وہاں دفن ہوں گا۔ لیکن ہوا کیا، مرزا لاہور میں مرا اس کی نعش قادیان لے جائی گئی اور اسے

وہاں دفن کیا گیا۔

اس کا واضح ترین مطلب جانتے ہیں کیا ہے؟ مرزائی خود بھی جانتے تھے کہ مرزا جھوٹا نبی ہے، کیونکہ اگر مرزائیوں کو یقین ہوتا کہ مرزا سچا نبی ہے تو پھر تو اس کی نعش کو اٹھا کر مدینے لے جانا چاہیے تھا تا کہ اپنی پیش گوئی کے مطابق وہ وہاں دفن ہوتا۔ ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں: کیا اس وقت مرزا کی نعش کو اٹھا کر مدینے کی طرف لے جایا گیا تھا...... نہیں لے جایا گیا تھا تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود بھی مرزا کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ اس کے جھوٹا ہونے کا انھیں یقین تھا۔ اگر وہ اسے سچا سمجھتے تھے تو پھر تو نعش کو مدینے لے جانا چاہیے تھا۔

ہم مرزائیوں سے اس سوال کا جواب چاہتے ہیں، اگر نہیں دے سکتے تو پھر یہ چاہتے ہیں کہ وہ مرزائیت سے تائب ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیے کو ختم کر دیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہو گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا اور لوگ ایسے دین دار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سب سے زیادہ بہتر ہو گا اس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا یعنی امت محمدیہ میں سے ہو گا۔''

اس حدیث میں واضح طور پر ابن مریم یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا

ذکر موجود ہے۔ یہ روایت حدیث کی مشہور کتاب صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا حاکم ہوں گے اور عدل کریں گے، صلیب پرستی کو ختم کریں گے یعنی عیسائیت کا خاتمہ کریں گے جو عیسائی زندہ بچ جائیں گے وہ بھی اسلام قبول کر لیں گے۔ جزیے کا خاتمہ کر دیں گے کا مطلب ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ مسلمان ہو جاؤ وگرنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔ جزیہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح صرف مسلمان ہی رہ جائیں گے۔ جب دنیا میں سب مسلمان ہی مسلمان ہوں گے تو جہاد اپنے مقاصد مکمل طور پر حاصل کر لے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی برکت اور تمام انسانوں کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے زمین اس قدر پھل دے گی اور مال و دولت کی اس قدر بہتات ہو جائے گی کہ کوئی لینے والا نہیں رہے گا۔ ایک نشانی یہ بتائی کہ اس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ چنانچہ دوسری احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو فجر کی نماز کی تیاری کی جا رہی ہوگی۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھ کر رک جائیں گے پھر آپ دمشق کی اس مسجد کے مشرقی مینار پر اتریں گے، وہاں سے آپ کو مسجد کے صحن میں اتارا جائے گا۔ امام مہدی آپ سے عرض کریں گے کہ آئیں نماز پڑھائیں لیکن آپ جواب میں کہیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے ہو چکی لہٰذا یہ نماز آپ ہی پڑھائیے۔ اس طرح نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی حرف بہ حرف پوری ہوگی کہ اس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

کے نازل ہونے کی احادیث تو احادیث کی کتب میں موجود ہیں لیکن اس موقع پر مرزائی بلا وجہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ ان احادیث میں آسمان سے نازل ہونے کا لفظ نہیں ہے لہٰذا ان سے کہا جائے گا کہ امام بیہقی کی مایہ ناز کتاب ''کتاب الاسماء والصفات'' میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔

اب مرزا کا دعویٰ ہے کہ جس مسیح کو آنا تھا، وہ میں ہی ہوں۔ حدیث کے الفاظ ہیں: ''تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔'' مرزا ابن مریم نہیں تھا نہ آسمان سے نازل ہوا تھا، مرزا کی والدہ کا نام تو چراغ بی بی عرف گھسیٹی تھا اور اس کے باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ اس کے باوجود مرزا کا دعویٰ یہ تھا کہ میں ہی مسیحِ موعود ہوں اور یہ بات میں اپنی کئی کتابوں میں لکھ چکا ہوں۔ اس میں کوئی شک وشبہ والی بات نہیں کوئی دیوانگی نہیں اور کوئی دھوکا بازی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اس نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام اور کشتیٔ نوح وغیرہ میں بھی یہی الفاظ لکھے ہیں اور یہی دعویٰ بار بار دہرایا ہے کہ میں ہی وہ مسیحِ موعود ہوں، لیکن چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے، اس لیے ہر موقع پر مرزا خود ہی اپنے آپ کو جھوٹا بھی ثابت کرتا رہا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ مرزائیوں کو ثبوت نظر نہیں آتے، نظر آئیں بھی کیسے انھوں نے کبوتر کی طرح آنکھیں جو بند کر لی ہیں۔

ازالۂ اوہام میں خود ہی لکھا کہ میں ہی وہ مسیحِ موعود ہوں اور یہ ذکر اپنی اور کتابوں میں بھی کر چکا ہوں لیکن پھر اسی کتاب ازالۂ اوہام میں بیس پچیس صفحات کے بعد واضح طور پر اس نے لکھا:

''اس عاجز نے جو مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جسے کچھ کم فہم لوگ مسیحِ موعود خیال کر بیٹھے ہیں......''

مطلب یہ کہ میں نے تو صرف مثیلِ مسیح یعنی عیسیٰ علیہ السلام جیسا ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن کچھ کم فہم لوگ، یعنی ناسمجھ لوگ یہ خیال کر بیٹھے ہیں کہ میں نے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ بات نہیں، میں نے تو صرف مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، پہلے لکھا کہ میں ہی مسیحِ موعود ہوں اور یہ بات میں کئی کتابوں میں لکھ چکا ہوں، اب خود ہی لکھ دیا کہ میں نے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور جو ایسا کہتے ہیں وہ کم فہم ہیں، کم فہم تو پھر مرزا خود تھا اور باقی مرزائی ہیں۔

اس حدیث کو مرزا نے اسی کتاب ازالۂ اوہام میں خود بھی نقل کیا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں: ''ابن مریم عادل حاکم کی حیثیت سے آئیں گے۔'' کوئی مرزائیوں سے پوچھے: مرزا قادیانی کیا حاکم تھا؟ وہ بھی عادل، وہ تو ایک عادل انسان بھی نہیں تھا اور حاکم تو وہ انگریز کو مانتا تھا، اس نے ملکہ وکٹوریہ اور انگریزی حکومت کی تعریف میں دو مستقل کتابیں لکھی ہیں، ان کے نام ستارہ قیصریہ اور تحفہ قیصریہ ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں اس نے انگریزی حکومت کی تعریف میں زمین وآسمان ایک کیے ہیں اور انگریزی حکومت کو خدا کا سایہ لکھا ہے پھر خود کو ایک کتاب میں انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا۔ اب جو شخص انگریزی حکومت کی تعریف کرتا رہا، خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھتا رہا، اپنی کتابوں میں انگریز کا دم بھرتا تھا، وہ حاکم عادل تو کسی صورت نہیں تھا یعنی اس حدیث میں جس مسیح کے نزول کی پیشین گوئی ہے وہ مرزا ہرگز نہیں تھا۔

پھر اسی سلسلے کی دوسری احادیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ابن مریم حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے لیکن کوئی ان مرزائیوں سے پوچھے کہ مرزا کو حج کرنا نصیب ہوا تھا؟

پھر احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو قتل کریں گے، اپنے نیزے کی انی پر دجال کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے اور فرمائیں گے: ''میں نے دجّال کو قتل کر دیا''

لیکن مرزا کو تو نیزہ پکڑنا آتا ہی نہیں تھا نہ اس نے کبھی تلوار چلانا سیکھا۔ اس کا تو فنونِ سپہ گری سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ مرزا تو بچپن میں چڑیاں پکڑتا رہا اور مرغی ذبح کرنے کی کوشش کی بھی تو سرکنڈے کے چھلکے سے کی، اس کوشش میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوا، مرغی کی بجائے اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔ جو شخص مرغی ذبح نہ کر سکتا ہو وہ نیزہ استعمال کرنا کیا جانے، اس نے تو خواب میں بھی نیزہ نہیں چلایا تھا۔

اس حدیث میں ایک جملہ یہ بھی ہے کہ مال اور دولت کی بہتات ہوگی، اس قدر بہتات کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا، لیکن مرزا تو اپنے لوگوں سے مرزائی جماعت کے لیے ساری عمر چندے جمع کرتا رہا۔ اپنی پہلی کتاب لکھنے کے لیے بھی اس نے چندے جمع کیے، لوگوں میں اعلان کیا کہ میں یہ کتاب پچاس جلدوں میں لکھوں گا لہٰذا لوگوں سے خوب چندے بٹورے...... اور پچاس کی بجائے کتاب کی صرف پانچ جلدیں لکھ سکا۔ اس کے بعد کہہ دیا کہ پچاس اور پانچ میں فرق ہی کتنا ہے ایک صفر ہی کا تو فرق ہے۔

مطلب یہ کہ اس وقت مال اور دولت کی فراوانی نہیں تھی ورنہ مرزا نے چندے کیوں جمع کیے؟ ایسا وقت صرف عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہی آئے گا اور انھیں ابھی نازل ہونا ہے۔ مرزائیوں کو اللہ تعالیٰ عقل عطا فرمائے، آمین۔

متضاد باتیں

اپنی ایک کتاب میں مرزا قادیانی نے لکھا:

''میں نے حقیقی نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ میں مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس قسم کے الفاظ سے ناراض ہوں تو وہ ان الفاظ کی بجائے مجھے صرف محدث سمجھ لیں، میرا مطلب ان الفاظ سے محدث ہونے کا تھا۔''

مرزا نے اس تحریر میں صاف اقرار کیا ہے کہ اس نے حقیقی نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا، اس نے جو دعویٰ کیا ہے یا جو اعلانات کیے ہیں یعنی مسیحِ موعود وغیرہ کے، میں ان سب سے پیچھے ہٹتا ہوں اور آپ لوگ مجھے محدث سمجھ لیں۔ اس کا ایک مطلب یہ بنتا ہے کہ میں محدث ہوں تو نہیں لیکن آپ سمجھ لیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

لیکن دوسری طرف وہ ایک غلطی کا ازالہ نامی کتاب میں لکھتا ہے:

''مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں یعنی میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی'' اب اس کا ایک اور اعلان سنیے!

اس نے اپنی کتاب میں واضح طور پر لکھا ہے:

''جس جس جگہ میں نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میں کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آیا، نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں

اب اس امت میں شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔''

لیکن پھر اپنی ایک اور کتاب میں خود ہی لکھتا ہے:

''یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے؟ شریعت کی تعریف یہ ہے کہ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند احکام بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحبِ شریعت ہو گیا۔ اس تعریف کی رو سے میں بھی شریعت والا نبی ہوں کیوں کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔''

ملاحظہ فرمائیں: پہلے لکھا کہ میں نبی تو ہوں، میں نے اس سے انکار نہیں کیا البتہ اس بات سے انکار کیا ہے کہ میں کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ میں بغیر شریعت والا نبی ہوں، پھر لکھا میں باشریعت نبی ہوں۔ یہ ہے مرزا کی تصویر، مرزا کی اس تصویر کے ایک یا دو رخ نہیں، ہزاروں رخ ہیں اور مرزائی ان ہزاروں رخوں کو بھی درست سمجھتے ہیں۔

مرزا کے بعد مرزائیت کی تائید میں کتابیں لکھنے والے بھی برملا یہی کہتے ہیں۔ چنانچہ ربوہ سے شائع ہونے والی کتاب ''جماعت احمدیہ کا مسلک'' میں کئی جگہ یہ لکھا ہے کہ اب نئی شریعت والا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کتاب میں یہ بات مرزا کی کتاب ''تجلیات الٰہیہ'' صفحہ نمبر 24 کے حوالے سے لکھی ہے' الفاظ یہ ہیں:

''یہ شرف مجھے صرف نبی کریم ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا ہے، اگر میں آں حضرت ﷺ کی امت سے نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو بھی میں کبھی مکالمے اور مخاطب ہونے کا یہ شرف نہ پاتا کیوں کہ اب سوائے محمدی نبوت کے سب

نبوتیں بند ہیں، شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا مگر وہی جو پہلے اُمّی ہو پس اس بنا پر میں اُمّی بھی ہوں اور نبی بھی۔''

اس تحریر میں بھی یہی وضاحت ہے کہ شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا بلکہ بغیر شریعت نبی آ سکتا ہے، لیکن اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ میری شریعت میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اس طرح میں با شریعت نبی ہوا۔

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں: ان میں سے وہ کون سی بات کو درست اور کون سی بات کو غلط مانتے ہیں؟ ہمیں یقین ہے اس سوال کے جواب میں مرزائی مرزا کے انداز میں کہیں گے کہ مرزا کی دونوں باتیں درست ہیں۔ ان کے اس جواب سے اندازہ لگانا بہت زیادہ آسان ہو جاتا ہے کہ مرزائی کیا ہیں۔

مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھا:

''اگر کوئی مجھے نبی نہیں مانتا تو وہ کافر نہیں ہو سکتا، یعنی میں نے جو نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اس دعوے کو کوئی شخص مانتا ہے مان لے اور نہ ماننے سے وہ کافر نہیں ہو جائے گا وہ مسلمان کا مسلمان ہی رہے گا۔''

آپ ان الفاظ کو ذرا غور سے پڑھ لیں بلکہ بہتر ہو گا دوبارہ غور سے پڑھ لیں۔

اب ملاحظہ فرمائیں، وہ اپنی ایک اور کتاب میں لکھتا ہے:

''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔''

ایک اور جگہ لکھا:

''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔''

ایک اور کتاب میں لکھتا ہے:

''جو شخص میری پیروی نہیں کرے گا اور بیعت میں داخل نہیں ہوگا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

ایک اور کتاب میں اس نے صاف طور پر لکھا ہے:

''جو مجھے اور میری کتابوں کو نہیں مانتا، وہ بدکار عورتوں کی اولاد ہے۔''

(آئینۂ کمالاتِ اسلام ص:547)

یہاں مرزا نے اپنی زبان کی پاکیزگی دکھائی ہے، تمام مسلمانوں کی ماؤں کو بدکار لکھا ہے۔

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

''دشمن ہمارے (یعنی جو مرزا کو نہیں مانتے) بیابانوں کے خنزیر اور عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدی صفحہ:35)

اس تحریر میں مرزا تمام مسلمانوں کو بیابانوں کے سور اور ان کی عورتوں کو کتیاں لکھ گیا اور بتا گیا کہ وہ دراصل کیا تھا۔

مخالفین کو گالیاں دینا مرزا کا شیوہ تھا۔ جب تک مخالفوں کو گالیاں نہ دے لیتا اس کو کھانا ہضم نہیں ہوتا تھا۔

ایک اور کتاب میں اس نے لکھا ہے:

''اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا (یعنی جو اسے نہیں مانے گا) صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ہے۔''

(انوارالاسلام صفحہ:30)

مطلب یہ کہ مرزا بار بار گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا تھا، دیکھا جائے تو بے چارہ گرگٹ بھی مرزا سے شرماتا ہوگا، کیوں کہ مرزا اسے بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ کہیں لکھا: ''جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر نہیں'' کبھی لکھا: ''جو مجھے نبی نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے''

نہ ماننے والوں کو کھری کھری گالیاں سنانا بھی مرزا کا شوق تھا۔ اس نے اپنی ہر کتاب میں مسلمانوں کو گالیاں ہی دیں، ہم ذکر کر رہے تھے اس کے دعووں کا۔

ایک دعویٰ اور ملاحظہ فرمائیں، لکھتا ہے:

''چوں کہ ہمارے سید رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔''

مطلب یہ کہ نبی تو آئیں گے نہیں، محدث آئیں گے، لیکن پھر اس نے ایک اور کتاب میں لکھا:

''ہمارا دعویٰ ہے، ہم نبی اور رسول ہیں''۔

یہ تھا مرزا کا طریقۂ واردات، اس طریقے سے اس نے بھولے بھالے مسلمانوں کو ورغلایا، ہمیشہ دو رخی باتیں کہیں، دو رخے دعوے کیے کہ ایک درست ثابت نہ ہوا تو کہہ دیا میں نے یہ لکھا تھا، میں نے وہ لکھا تھا، چنانچہ جب مرزا پر اعتراضات ہوتے تھے تو وہ جواب میں کہتا تھا میری فلاں تحریر دیکھو، کیا اس میں میں نے یہ نہیں لکھا، میری فلاں تحریر دیکھو، کیا اس میں میں نے وہ نہیں لکھا۔ وہ لوگوں کو بھول بھلیوں میں ڈالتا رہا، آج بھی مرزائی انھی بھول بھلیوں میں گم ہیں، سیدھے راستے سے بھٹک کر صحرا کی خاک چھان رہے ہیں۔ ہم انھیں اس لق و دق صحرا سے اسلام کے

مرغزاروں میں واپس لانے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ شاید کوئی بھولا بھٹکا مرزائی، تعصب کو ایک طرف رکھ کر ان باتوں کو پڑھ لے اور ایمان کی طرف آ جائے۔ اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ مرزا نے اپنے بارے میں کیا کچھ لکھا، یہ جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں، مرزا کی اپنی کتابوں میں موجود ہے، کوئی مرزائی ان تحریروں کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا، اس لیے کہ یہ ان کے اپنے مرزا قادیانی کی تحریریں ہیں اور اس کی اپنی کتابوں سے لی گئی ہیں۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے، لکھتا ہے:

''میں خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوں۔''

''وہ مسیحِ موعود جو آخری زمانے کا مجدد ہے، وہ میں ہی ہوں۔''

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے امت کے لیے محدث بن کر آیا ہے''۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ محدث تو لاکھوں حدیث کا حافظ ہوتا ہے، جو دوسروں کو بھی حدیث کا درس دیتا ہے۔ مرزائی ذرا بتا دیں کہ مرزا نے بطورِ محدث کیا خدمات انجام دیں؟

آگے مرزا ایک جگہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا:

''میں لوگوں کے لیے تجھے امام بناؤں گا، تُو ان کا رہبر ہوگا۔''

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا سے یہ بات کی۔ مرزائیوں سے ہمارا سوال ہے:

کیا مرزا امام بن سکا، کیا مرزا امت کا رہبر بن سکا؟ اور ملاحظہ فرمائیں، مزید لکھا:

''میں وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا اور اس کو سلام کہا اور اس کو اپنا دوسرا بازو ٹھہرایا اور خاتم الخلفاء قرار دیا۔''

مرزائی یہاں مرزا کی چال بازی پر توجہ دیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی، نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بن غلام مرتضےٰ وگھسیٹی کے بارے میں، خود مرزا اپنی کتاب ازالہٴ اوہام میں لکھ چکا ہے کہ میں نے ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

آدمی یا گرگٹ

مرزا لکھتا ہے:

''میرے بزرگ چینی سرحدوں سے پنجاب میں پہنچے'' (مطلب یہ کہ میں چینی نسل کا ہوں) پھر لکھتا ہے:

''میں فارسی ہوں۔''

''میں قوم کا برلاس مغل ہوں۔''

''میں اگرچہ علوی تو نہیں مگر بنی فاطمہ سے ہوں۔''

''میری بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔''

ملاحظہ فرمایا آپ نے، مرزا چینی نسل کا بھی تھا، مغل برلاس قوم کا بھی تھا، علوی تو نہیں تھا بنی فاطمہ سے بھی تھا، اور مرزا کی بعض دادیاں سادات سے تھیں۔

اس سے بھی بڑھ کر پرُلطف بات مرزا نے یہ لکھی ہے:

''میں بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجونِ مرکب ہوں۔''

لیجیے اب مرزا انسان سے معجون بن گیا، ابھی کیا ہے آگے آگے دیکھیے، لکھتا ہے کیا:

''میں حسنین سے بہتر ہوں۔'' (استغفراللہ)

''میں ہی مسیحِ موعود ہوں۔''

''مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا۔''

نوٹ: احادیث کی روشنی میں عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیات ہیں، لیکن مرزا نے ان دونوں شخصیات کو بھی اپنے میں جمع کرلیا، آگے چلیے لکھتا ہے:

''میں پہلے مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔'' (معاذ اللہ)

''خدا نے پہلے میرا نام مریم رکھا، پھر عیسیٰ رکھا۔''

ملاحظہ فرمایا آپ نے، مرزا پہلے مریم تھا، یعنی عورت' پھر عورت سے مرد بنا۔

''خدا نے میرا نام بیت اللہ رکھا۔''

لیجیے! اب مرزا انسان سے اللہ کا گھر بن گیا۔

''میں حجرِ اسود ہوں۔''

پہلے بیت اللہ بنا، پھر حجرِ اسود بھی بن گیا، مطلب یہ کہ کچھ بننے سے رہ نہ جائے۔ لیکن اس کی یا مرزائیوں کی کسی کتاب میں یہ بات پڑھنے میں نہیں آئی کہ لوگ مرزا کو حجرِ اسود سمجھ کر بوسہ دیتے تھے۔ ہمارا خیال ہے یہاں مرزا اور مرزائیوں سے چوک ہوگئی۔ قادیانیوں کو چاہیے تھا کہ روزانہ قادیان کی مسجد کے کسی کونے میں بیٹھ کر مرزا کو بوسہ دیا کرتے۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

اب معلوم نہیں، یہاں مرزا کی سچے خدا سے کیا مراد ہے، مرزا نے اپنے کچھ نام بھی بتائے ہیں۔ وہ بھی سن لیں، کیا کیا ہیں:

''میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں

یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داود ہوں، میں سلیمان ہوں، میں یحییٰ ہوں، میں ظلِ محمد اور احمد ہوں۔''

آگے چل کر لکھتا ہے:

''یہ تمام نام میرے رکھے گئے۔'' گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے، اب ذرا ذہن میں لائیں اس کا یہ دعویٰ: میں معجونِ مرکب ہوں، جب اتنے سب نبی اور رسول ایک شخص میں جمع ہو جائیں گے تو وہ معجونِ مرکب نہیں بنے گا تو اور کیا بنے گا۔ مرزا نے اس پر بس نہیں کی، یعنی تمام انبیاء کے نام اپنے اوپر فٹ کرنے کے بعد بھی اس کا اطمینان نہیں ہوا، آگے چل کر اس نے لکھا:

''میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، میں خدا کی مثل ہوں (یعنی پہلے صرف مثیلِ مسیح بنا تھا، اب خدا کی مثل بھی بن گیا) میں خدا کا مظہر ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں (یہ اس لیے کہا کہ عیسائی بھی مرزا سے محروم نہ رہیں) میں خدا کا باپ ہوں، میں خدا کی بیوی ہوں۔ سورۂ اخلاص میں اللہ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، مرزا نے سب کا کھلا انکار کر دیا ہے۔ مزید کہا: مجھے زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی گئی ہے۔''

نوٹ: اگر مرزا میں یہ صفت ہوتی تو محمدی بیگم کے خاوند کو تو وہ ہرگز مارے بغیر نہ چھوڑتا، اسی طرح عیسائی مناظر عبداللہ آتھم اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو کیسے زندہ چھوڑ سکتا تھا جبکہ انھیں موت کا چیلنج دے چکا تھا!

ایک جگہ پر لکھتا ہے:

''میں خدا کا جانشین ہوں، میں خالق ہوں، میں خدا ہوں، میں رڈّر گوپال ہوں (ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے) رڈّر گوپال کو ذ دّر گوپال بھی کہتے ہیں، اس کا نام بھی مجھے دیا گیا۔''

''میں کرشن ہوں۔''

''میں آریوں کا بادشاہ ہوں۔''

''امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں۔'' (یہاں سکھوں کو خوش کیا گیا)

''میں کرمِ خاکی ہوں۔'' (یعنی خاک کا کیڑا ہوں)

غرض مرزا نے اپنے ننانوے کے قریب نام گنوائے ہیں، وہ محض صفاتی نام نہیں مختلف اشخاص ہیں۔ مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ تھا کہ اب مرزائی بتائیں، مرزا کیا تھا، کون تھا، کیا نہیں تھا اور کون نہیں تھا۔

مرزا کو عجیب وغریب الہامات بھی ہوتے تھے اور کشف بھی ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ مرزا کا دعویٰ تھا، مجھے الہامات ہوتے ہیں اور کشف بھی، چنانچہ اس کا ایک الہام بھی لگے ہاتھوں سن لیں، لکھتا ہے:

''میں نے ایک مرتبہ خدا کو دیکھا، میں نے جن باتوں کا ارادہ کیا تھا، ان کے لیے ایک کاغذ اللہ تعالیٰ کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیے اور قلم کی نوک پر جو زائد سرخی تھی، اس کو جھاڑا (یعنی اللہ تعالیٰ نے قلم پر لگی سیاہی کو جھاڑا) اور اچانک جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور

میرے ایک ساتھی عبداللہ کے کپڑوں پر گرے، اور چونکہ کشف کی حالت میں انسان قریباً بیدار بھی ہوتا ہے، اس لیے ان قطروں کے گرنے کی اطلاع ہوگئی، میں نے ان قطرات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہاں تک کہ عبداللہ نے بھی وہ قطرات اپنے کپڑوں پر دیکھے، کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہیں تھی کہ ہم خیال کرتے کہ یہ سرخی اس چیز سے گری ہے، یہ تو وہی سرخی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑا تھا۔ وہ کپڑے اب تک محفوظ ہیں اور قطرات دیکھے جاسکتے ہیں۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مرزا کے لیے دستخط بھی کیے، قلم کو بھی جھاڑا۔ قرآن کے مطابق اللہ کو دیکھا نہیں جا سکتا وہ جو کرنا چاہتا ہے صرف ''کُنْ'' (ہوجا) فرماتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ اس کشف میں مرزا نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے سرخ سیاہی سے دستخط فرمائے اور قلم بھی جھاڑا۔ اس کا قلم اتنا چھوٹا سا تھا جس کے قطرے مرزا جی کے کپڑوں پر پڑے اور قطروں کی صورت میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مرزائی سراغ تو لگائیں یہ بہروپیا کون تھا؟ جو مرزا کا خدا بنا ہوا تھا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ایسے شخص کو نبی مان بیٹھے، مرزائیوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ کپڑوں کے دو جوڑوں پر سرخ رنگ کی روشنائی کے قطرے چھڑک کر رکھ دینا کیا مشکل کام تھا۔

انگریزی الہام

مرزا کا کہنا تھا مجھے الہام بھی ہوتے ہیں، یعنی اللہ کی طرف سے باتیں اس کے دل میں ڈالی جاتی ہیں۔ مزے کی بات یہ کہ مرزا کو الہام عربی زبان میں نہیں، اُردو یا انگریزی زبان میں ہوتے تھے۔ اس نے اپنی کتابوں میں بے شمار الہامات درج کیے ہیں۔ آج ہم اس کتاب میں وہ الہامات آپ کو بھی سناتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سب کے سب مرزا کی اپنی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں۔ یعنی ہم اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے۔ لیجیے ملاحظہ فرمایئے مرزا کو الہام ہوا:

''آئی لو یو ...... ***I Love you***

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

''آئی ایم ود یو...... ***I am with you***

میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

پھر الہام ہوا:

''آئی شل ہلپ یو ...... ***I shall help you***

یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔''

''آئی کین، واٹ آئی ول ڈو ...... ***I can, what i will do***

میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔''

یہ غالباً ویسا انگریزی ترجمہ ہے، جس طرح کا ابتدائی کلاسوں کے بچے سکولوں میں کرتے ہیں اور ٹیچر مزے لے لے کر ایسی کوششوں کے نمونے اپنے دوستوں کو سناتے ہیں۔

پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے بدن کانپا (مرزا کا) اور یہ الہام ہوا:

''وئی کین واٹ وئی ول ڈو ...... **We can what we will do**

ہم کر سکتے ہیں جو ہم کریں گے۔''

آگے مرزا لکھتا ہے:

''اور اس وقت ایسا معلوم ہوا، گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔''

آپ نے اس الہام کے الفاظ پڑھے۔ آپ آخری جملے پر غور کریں، لکھتا ہے: گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔

یہاں مرزا نے اپنے خدا کا مزید تعارف کروا دیا ہے۔ اس نے خود اپنی کتاب میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ اب جس پودے کو انگریز نے لگایا، اسے الہامات بھی انگریز ہی کی طرف سے ہو سکتے تھے۔ مطلب یہ کہ انسان لاکھ جھوٹا ہو، کبھی نہ کبھی اس کے منہ سے سچ نکل ہی جاتا ہے۔ شیطان تک کبھی کبھار سچ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مزید ملاحظہ کیجیے: **God is coming by his army**

''گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔'' اللہ اپنی فوج کے ساتھ آ رہا ہے۔

''بائی'' کے لفظ پر غور کریں۔

''The days دی ڈیز شل کم ون گاڈ شل ہلپ یو۔ وہ دن آئیں گے جب اللہ تمہاری مدد کرے گا۔'' پہلے **"Shell"** کی فصاحت پر غور کریں۔

یہ الہامات مرزا کی کتاب حقیقۃ الوحی سے لیے گئے ہیں۔

غلط انگریزی کے علاوہ مرزا کو پنجابی میں بھی الہام ہوتے تھے۔ اس کا ایک الہام ہے:

''پٹی پٹی گئی۔ یعنی پٹی تباہ ہوگئی۔''

مرزا نے اس فرشتے کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ الہامات یا وحی اس تک پہنچاتا تھا۔ اس نے اس کا نام ٹیچی ٹیچی لکھا ہے۔ اسی کتاب میں لکھتا ہے:

''5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب دیکھا۔ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا۔ اس نے بہت سا روپیہ میرے سامنے ڈال دیا (مرزا جی خواب میں بھی روپے ہی دیکھتے تھے کیا نبوت ہے؟) میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا: نام کچھ نہیں، میں نے کہا: آخر کچھ تو ہوگا۔ اس نے کہا: میرا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔''

مرزائیوں کی ایک عجیب بات چلتے چلتے آپ کو بتادوں، مرزائی خود کو مرزائی کہتے ہوئے بہت گھبراتے ہیں، خود کو احمدی کہتے ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کیا آپ مرزائی ہیں، تو فوراً جواب میں کہتے ہیں، جی نہیں، ہم تو احمدی ہیں۔

اب آپ مرزا کا ایک الہام پڑھیں۔ آپ کو پڑھ کر حیرت ہوگی۔ لکھتا ہے:

''اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے...... ''انا انزلنا قریباً من القادیان.''

یعنی بے شک ہم نے نازل کیا قادیان میں۔ جس روز یہ الہام ہوا، اس روز میرے بھائی مرزا غلام قادر میرے پاس بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے انھوں نے یہ الفاظ پڑھے، یعنی انا انزلنا قریباً من القادیان. تو میں سن کر بہت حیران ہوا کہ قادیان کا نام اور قرآن میں درج ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے: مکہ، مدینہ، قادیان۔

''یہ کشف تھا جو مجھے کئی سال ہوئے دکھایا گیا''۔

آپ نے کشف ملاحظہ فرمایا، الہام پڑھا۔ اب ذرا مرزائی حضرات قادیان کا لفظ قرآن میں دکھا دیں۔ کیونکہ کشف میں تو اگر کپڑوں پر سرخی کے قطرات گر جائیں تو وہ بھی محفوظ رہتے ہیں اور دیکھے اور دکھائے جاتے ہیں۔ تب پھر جب کشف میں مرزا نے قرآن میں قادیان کا لفظ دیکھ لیا تو اب مرزائی ہمیں دکھا دیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو کم از کم غور ہی کر لیں کہ وہ کس دلدل میں پھنس گئے ہیں، فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی بوقتِ ضرورت جو نقد رقم لے کر آتا تھا اور قرآن میں قادیان کا نام۔ اس پر دعویٰ نبوت کا...... ہے نا کمال۔

مرزا جی کبھی کوئی سچ بول لیتے تھے اور یہ سچ تھا کہ انھوں نے بتا دیا کہ ان کا خدا اور رقم لانے والا فرشتہ کس قسم کے ہیں۔ اب چند اور الہامات اُردو زبان میں:

''اے مرزا تو ہم سے میری اولاد جیسا ہے۔''

استغفر اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: نہ اس (اللہ) نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے

جنا گیا ہے، اور مرزا لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ فرمایا کہ تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے، اولاد جیسا کوئی اسی صورت ہی ہو سکتا ہے جب اولاد بھی موجود ہو، جس کسی کی کوئی اولاد نہیں، اس سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے، میں تو آپ کی اولاد جیسا ہوں، یا کوئی کہہ سکتا ہے، آپ میرے لیے میری اولاد جیسے ہیں، کسی کے ہاں اولاد ہو گی تبھی یہ بات کہی جا سکے گی۔ اس سے ثابت ہوا، مرزا جی کو جو عقیدہ سکھایا گیا وہ عیسائیوں والا تھا، وہ بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتا تھا۔ اس سے سکھانے والوں کا بھی پتا چلتا ہے اور اس بات کا بھی کہ مرزا مرتد ہونے کے ساتھ مشرک بھی تھا۔

خطبہ الہامیہ نامی کتاب میں مرزا نے لکھا ہے:

''مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔''

ذرا غور فرمائیں۔ یہاں مرزا نے جھوٹ کی انتہا کر دی۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس تحریر میں مرزا نے خود کو سب سے بڑا جھوٹا ہی ثابت کر دیا۔ یاد کیجیے، مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم سے جس کا نکاح ہوگا، وہ مر جائے گا، اس نے مدت بھی مقرر کی تھی کہ اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ لیکن اگر اللہ نے مرزا کو زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی تھی، تب تو مرزا خود اپنی اس صفت سے کام لے کر محمدی بیگم کے والد احمد بیگ کو ہلاک کر سکتا تھا اور اپنی پیش گوئی کے مطابق خود کو سچا ثابت کر سکتا تھا، یہ تو اس کے لیے ایک سنہری موقع تھا، اسی طرح پادری عبداللہ آتھم کو بھی اس نے مرنے کا وقت بتا دیا تھا۔ وہ بھی نہ مرا...... اب مرزا کو چاہیے تھا نا، اپنی اس صفت سے کام لے کر عبداللہ آتھم کو مقررہ وقت پر موت کی نیند سلا دیتا اور اعلان کر دیتا کہ دیکھو! میں نے عبداللہ آتھم کے اتنی مدت میں مر جانے کی پیش گوئی کی تھی

اور یہ مر گیا۔لیکن مرزا نے اپنے ہاتھوں سے یہ قیمتی مواقع ضائع کر دیے۔

اُسی سال تک زندہ رہنا، مرزا جی کی اشد ترین ضرورت تھی ورنہ وہ جھوٹے ثابت ہوتے، وہ خود کو 68 سال سے اوپر زندگی نہ دے سکا۔اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسی ذلت اور کذب بیانی سے محفوظ رکھے۔

اب ایک اور الہام سن لیں۔مرزا نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:

''اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ تو جس چیز کو ''کُنْ'' کہہ دے، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''

کُنْ کہنا صرف اللہ کی صفت ہے، اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔لیکن مرزا نے یہاں دعویٰ کیا ہے کہ اللہ نے اس صفت میں اسے شریک کیا ہے۔یہ اتنے بڑے جھوٹ ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں۔

مرزا نے اپنے ایک الہام میں یہ بھی لکھا ہے:

ایک دن میں نے دیکھا، میرے مقابلے میں چند لوگوں نے پتنگ اڑائی، (یعنی مرزا بھی اس الہام کے وقت پتنگ اڑا رہا تھا) چنانچہ ایک شخص کی پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین پر گرتے دیکھا۔

پھر کسی نے کہا: ''غلام احمد کی جے۔''

یہاں مرزا نے اپنا رشتہ ہندوؤں سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ ہندو بھی ہے۔

ایک روز مرزا نے خواب دیکھا کہ برطانیہ کی ملکہ اس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہے۔مرزا نے اپنے مرید عبدالکریم سے کہا کہ حضرت ملکہ معظّمہ کمال مہربانی فرما کر

ہمارے ہاں تشریف لائی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے، ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔

آپ نے دیکھا! انگریز کی طرف سے مقرر کیے جانے والے نبی کے ہاں انگریز ملکہ ہی آ سکتی ہے۔ مرزا کا ایک اور الہام پڑھیے:

''21 رمضان المبارک کی رات میں نے ایک خواب دیکھا، میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی کہ اگر تیرا خدا قادر ہے تو تُو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے، بھینس بن جائے۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے، جس کو کبھی میں پتھر خیال کرتا ہوں، کبھی لکڑی، تب میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دے۔ میں اس دعا میں لگ گیا، جب سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی۔ وہ بڑی روشن اور لمبی تھیں۔ میں خدا کی قدرت کو دیکھ کر وجد میں آ گیا اور سجدے میں گر گیا۔''

آپ نے مرزا کا خواب سنا! کیا نعوذ باللہ کوئی نبی اس جیسی لغو اور بے ہودہ باتیں کر سکتا ہے۔ پتھر کو بھینس بنانے کی فکر میں مبتلا انسان کے بارے میں محض ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ اس کا ذہنی توازن بگڑا ہوا ہے۔ کیا یہ صاحب اللہ کا امتحان لے رہے تھے؟! اس قسم کے خواب اور الہام سنا سنا کر مرزا اپنی دکان چمکاتا تھا کہ بس لوگ کسی طرح اسے نبی مان لیں۔

مرزا نے ایک روز خواب دیکھا کہ وہ ایک جنگل میں ہے اور اس کے اردگرد بہت سے درندے، بندر اور سور ہیں۔ اس خواب سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

واہ! کتنا درست نتیجہ نکالا مرزا نے، اللہ مرزائیوں کو بھی یہی نتیجہ نکالنے کی توفیق دے۔ یوں بھی اپنے نبی کے الٹ وہ کوئی اور نتیجہ نکال بھی کیسے سکتے ہیں؟

مرزا نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلی اور ایک کبوتر مرزا کے پاس ہے جس پر وہ بلی حملہ کرتی ہے اور بار بار ہٹانے سے بھی باز نہیں آتی۔ آخر اس نے کبوتر کی ناک ہی کاٹ دی۔ خون بہنے لگا، بلی پھر بھی باز نہ آئی۔ آخر مرزا نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کر دیا۔ بار بار رگڑتا تھا، لیکن وہ پھر بھی سر اٹھاتی تھی۔ آخر مرزا نے کہا: ''آؤ! اسے پھانسی دے دیں۔''

اس خواب میں سب سے پُر لطف بات یہ ہے کہ بلی کے منہ میں کبوتر کی ناک آئی۔ جو اس نے چونچ کے اوپر سے کاٹ لی۔ آپ خود غور کریں، کیا ایسا ممکن ہے مطلب یہ کہ مرزا کو جھوٹ بولنے کا بھی بالکل سلیقہ نہیں تھا، یہ کام وہ تمام زندگی سلیقے کے بغیر کرتا رہا۔ دوسری بات اس خواب میں یہ ہے کہ آؤ بلی کو پھانسی دے دیں۔ گویا مرزا کے نزدیک بلی کو پھانسی دے دینا بھی کوئی بُرا کام نہیں تھا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ مرزا ایک اور خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''میں نے دیکھا زارِ روس کا ڈنڈا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے، وہ بڑا لمبا اور خوب صورت ہے، پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق تھی اور یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا ظاہر میں ڈنڈا ہے اور وہ بندوق بھی ہے اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا، اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی میرے پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے ایک شیر بھی شکار کیا گیا۔''

خواب آپ نے پڑھا! آپ کو بتاتے چلیں کہ شیخ بوعلی سینا خوارزم بادشاہ کے زمانے میں نہیں، اس سے بہت پہلے وفات پا چکے تھے۔ خوارزم بادشاہ کی حکومت بعد میں ہوئی۔ مرزا اس خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھ گیا کہ خوارزم بادشاہ بوعلی سینا کے وقت میں تھا۔

معلوم ہوا مرزا تاریخ کے اعتبار سے بھی پیدل تھا، لیکن اس خواب میں زیادہ مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا کے ایک ہاتھ میں تو ڈنڈا تھا، وہ بھی زارِ روس کا اور بعد میں وہ بندوق بن گیا، دوسرے ہاتھ میں خوارزم بادشاہ کی تیر کمان تھی۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ سے تیر شیر پر کیسے چلایا گیا۔ ایک ہاتھ سے اس زمانے کی بندوق چل سکتی تھی، نہ تیر۔

معلوم ہوا، مرزا جتنی بے وقوفانہ باتیں شاید ہی دنیا میں کسی نے کی ہوں گی۔ حیرت مرزائیوں پر ہے جنہوں نے ان سب باتوں کو درست سمجھ لیا، آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔

مرزا کی طبیعت خراب تھی، خواب میں اسے ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا:

''خاک سار پیپر منٹ۔''

مطلب یہ کہ مرزا کا علاج بھی بذریعہ وحی تجویز کیا گیا اور وہ بھی مہمل انداز میں۔

اب ایک واقعہ اور پڑھ لیں! لکھتا ہے:

''میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ کچہری میں گیا، تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔ ایک طرف کارندہ ایک مثل اُٹھائے کھڑا ہے جسے وہ حاکم (اللہ تعالیٰ) کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

حاکم نے مثل اٹھا کر کہا: ''مرزا حاضر ہو!''

تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی

ہے۔اس نے مجھ سے کہا: ''اس پر بیٹھو!''

اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ انگریز حاکموں کو خدا سمجھنے کی بیماری میں مبتلا تھا۔

ایک جگہ مرزا لکھتا ہے:

''ایک روز کشف کی حالت میں ایک بزرگ کی قبر پر خود کو دعا مانگتے دیکھا۔ وہ بزرگ میری دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔اس وقت میں نے سوچا کہ اپنی عمر پندرہ سال بڑھا لوں گا،تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال بڑھ جائے،اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی،تب میں اس بزرگ سے خوب لڑا جھگڑا (یعنی قبر میں سوئے ہوئے بزرگ سے اب لڑائی جھگڑا کیا جارہا ہے) آخر اس نے کہا:''مجھے چھوڑو، میں آمین کہتا ہوں۔اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال بڑھ جائے۔اس بزرگ نے آمین کہی۔''

نوٹ: غور کے قابل بات اس جھوٹے کشف میں یہ ہے کہ یہ کشف 1903ء میں لکھا۔1908ء میں مرزا مر گیا،یعنی اس کشف کے صرف پانچ سال بعد، جب کہ کشف کے مطابق عمر 15 سال تو کم از کم بڑھتی ،لیکن ایسا نہ ہوسکا۔مرزا اپنے ہی اس مذموم کشف کی رو سے صاف جھوٹا ثابت ہوگیا۔اس کشف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قبروں سے مانگنے کا بھی قائل تھا، بلکہ قبروں میں سوئے ہوؤں سے لڑ جھگڑ کر اپنی بات منوانے کا بھی قائل تھا۔

یہ مرزا کے اتنے بڑے جھوٹ ہیں جو اُٹھائے جائیں نہ دھرے جائیں۔

اللہ مرزائیوں کو عقل عطا فرمائے۔آمین!

مرزا کی صحت

اب ذرا یہ بھی پڑھتے چلیں کہ مرزا کتنا صحت مند آدمی تھا؟ اس کی صحت کو چار چاند لگے ہوئے تھے یا نہیں؟ یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے انسانوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا، وہ سب کے سب خوب صورت، اچھے جسم، اچھے اعضا اور اچھی صحت کے مالک تھے، لیکن ہم مرزا کو اس آئینے میں تو دیکھ بھی نہیں سکتے، کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ ہماری اب تک کی ساری محنت کا حاصل یہ ہے کہ مرزا آدمی کس قسم کا تھا؟ تو آیئے مرزا کی صحت پر دو باتیں ہو جائیں اور یہ سب باتیں اس کی اپنی اور مرزائی کتب سے لی ہوئی ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھ رہے۔ مرزا ایک جگہ لکھتا ہے:

> ''مجھے دو بیماریاں ہیں: ایک اوپر کے دھڑ کی، ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرتِ پیشاب۔''

آپ سوچ رہے ہوں گے، یہ مراق کیا ہوتا ہے؟ اطبا حضرات کا کہنا ہے کہ مراق ایک قسم کا دماغی مرض ہوتا ہے، اس کو جنون بھی کہا جا سکتا ہے اور جنون کو عام الفاظ میں پاگل پن کہا جاتا ہے، گویا مرزا نے خود لکھا ہے کہ اس کے اوپر کے دھڑ میں پاگل پن کی بیماری تھی۔

کثرتِ پیشاب کا مطلب ہے، بار بار پیشاب آنا۔ مرزا نے خود لکھا ہے کہ بعض اوقات مجھے دن میں سو سو بار پیشاب آتا ہے۔ اس کی اس بات پر جب ہم نے ریاضی

کے طریقے سے حساب لگایا تو بہت حیرت ہوئی۔ آپ بھی یہ حساب لگا ہی لیں۔ ہم آپ کو حساب لگانے کی دعوت دیتے ہیں۔ دیکھیے !ایک آدمی ایک بار پیشاب، پھر استنجا کرنے اور ہاتھ دھونے میں کم از کم پانچ منٹ لگاتا ہے، جو پیشاب کے مریض ہوتے ہیں، وہ تو اس سے کہیں زیادہ وقت لگاتے ہیں، خیر ہم یہاں اوسطاً پانچ منٹ لگا لیتے ہیں۔ دن میں اگر سو مرتبہ پیشاب کیا تو 500 منٹ پیشاب کرنے میں خرچ کر دیے۔ صبح سے رات کو سونے تک کا وقت عام طور پر 12 سے 16 گھنٹے تک کا ہوتا ہے۔ 500 منٹ کے قریباً 8 گھنٹے بنتے ہیں۔ 16 میں سے 8 گھنٹے تو صرف پیشاب کے نکل گئے۔ اگر یہ سو مرتبہ پیشاب 24 گھنٹوں میں ہونا تھا، تب بھی 24 گھنٹوں میں سے 8 گھنٹے سونے کے، 8 گھنٹے پیشاب کے، باقی 8 گھنٹے زندگی کی تمام تر مصروفیات کے۔ بے چارے جھوٹے دعوے دار کے پاس مرزائی اُمت کے لیے کتنا وقت بچتا تھا؟ یہ آپ سوچ لیں، کچھ حساب تو آپ خود بھی لگائیں۔

پھر مرزا کو دِق کی بیماری بھی تھی۔ یہ بیماری ماں باپ کے زمانے سے تھی، گویا پیدائشی تھی۔ باپ اس مرض کے علاج کے لیے مرزا کو پائے کا شوربہ پلاتا تھا۔ اس بیماری کی وجہ سے مرزا کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔

آپ کو معلوم ہی ہو گا، دِق ٹی بی کو کہتے ہیں۔ ٹی بی کا مریض کھانستا بھی رہتا ہے۔ باقی بچنے والے آٹھ گھنٹوں میں سے اس بے چارے کو کھانسنے کا وقت درکار تھا۔ اس کے علاوہ بھی مرزا کو کئی بیماریاں تھیں۔ دماغی امراض بھی تھے، مرگی کا دورہ بھی اکثر پڑتا تھا۔ (یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ اس زمانے میں جب کوئی مرگی کا مریض دورہ پڑنے پر گر پڑتا تھا تو لوگ ایسے مریض کو جوتا سنگھاتے تھے) مرگی

کے دورے کے علاوہ مرزا کو سر درد تو اکثر رہتا ہی تھا۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

''مجھے دو بیماریاں مدت سے تھیں (مرزا نے اپنی بہت بیماریاں دو دو کر کے گنوائیں ہیں، مرزا جی بکار خویش ہشیار تھے) ایک شدید سر درد جس سے میں نہایت بے تاب ہو جاتا تھا اور ہولناک بیماریاں پیدا ہو جاتی تھیں، اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک رہا اور اس کے ساتھ دوران سر بھی رہتا تھا اور حکیموں نے لکھا ہے کہ ان بیماریوں کے نتیجے میں آخر کار مرگی ہو جایا کرتی ہے۔ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بھی مرگی میں مبتلا ہو کر مر گئے تھے، اس لیے میں دعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان امراض سے محفوظ فرمائے۔''

(لیکن مرزا کی کوئی دعا قبول نہ ہوئی، وہ بیماریوں کا مجموعہ ہی رہا اور یہ بیماریاں آخر وقت تک اسے لاحق رہیں۔ 1906ء تک لکھی جانے والی کتب میں بیماریوں کا ذکر ملتا ہے جب کہ مرزا 1908ء میں ہیضے سے مرا تھا۔ ثابت ہوا کہ مرزا تمام عمر بیماریوں میں گھرا رہا۔ اللہ نے اسے بیماریوں سے محفوظ نہ رکھا)

اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی چار ٹانگوں والی بلا، جو بھیڑیے کے قد کے برابر تھی اور جس کے بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے، مجھ پر حملہ کرنے لگی، میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ مرگی ہے، تو میں نے دائیں ہاتھ کو زور سے اس کے سینے پر مارا اور کہا: دور ہو، تیرا مجھ سے کوئی حصہ نہیں، تب وہ شدید بیماریاں جاتی رہیں (یہ اس کا سفید جھوٹ ہے، اگلے جملے خود اس کے جھوٹ کا

ثبوت ہیں) اور وہ شدید درد بالکل جاتا رہا۔ صرف سر کا چکر کبھی کبھی ہوتا ہے۔ دوسرا مرض پیشاب کا ہے جو بیس برس سے ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں، بیس برس سے مرض ہے، علاج نہیں ہو سکا، یعنی مرزا کی بیماری لاعلاج تھی) اور ابھی تک بیس مرتبہ کے قریب پیشاب آتا ہے۔ (یعنی شوگر کا مرض ہے۔ ایک عام انسان کو روزانہ بیس مرتبہ پیشاب آنے لگ جائے تو اس کا کیا حال ہو جاتا ہے، یہ آج کے ڈاکٹر حضرات سے پوچھ لیں، پھر مرزا کو دن میں سو مرتبہ بھی پیشاب آتا تھا) ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربے کی رو سے پیشاب کی اس بیماری کے نتیجے میں آنکھوں میں موتیا بھی اتر سکتا ہے، یا بڑا پھوڑا سرطان کا نکل سکتا ہے (سرطان یعنی کینسر) جو مہلک ہوتا ہے، چنانچہ اس وقت مجھے موتیا کے بارے میں الہام ہوا، سو ایک عمر گزری، میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔''

اس تحریر کے آخر میں لکھا ہے کہ ایک عمر گزری اب محفوظ ہوں۔ اس کے بعد یہ تحریر بھی پڑھ لیں۔

''یہ دو بیماریاں کبھی تو دعا سے اس طرح بھاگ جاتی ہیں جیسے کبھی تھیں ہی نہیں، اور کبھی پھر آ جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے دعا کی کہ یہ دونوں بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں، مگر جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔''

آپ نے غور کیا؟ اوپر لکھا کہ ایک عمر گزر گئی، اب میں ان بیماریوں سے محفوظ ہوں۔ یہاں لکھا کہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں، مگر جواب ملا، ایسا نہیں ہوگا۔ آپ ہی بتائیے! مرزا کی ان میں سے کون سی بات درست ہے؟

اور پڑھیے اور سر دھنیے، لکھتا ہے:

''میں ایک دائم المریض (یعنی ہمیشہ بیمار رہنے والا مریض) آدمی

ہوں۔ ہمیشہ دردِ سر اور دوران سر اور نیند کی کمی اور تشنج قلب (یعنی دل میں جھٹکے لگنا) کی بیماری درد لے کر ساتھ آتی ہے۔ایک بیماری شوگر کی ہے،ایک مدت سے چلی آرہی ہے۔''

مرزا نے کسی کے نام ایک خط میں یہ الفاظ لکھے:

''میری حالت اسی طرح ہے،کبھی سر کے چکروں کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے اور کبھی یہ درد کم ہو جاتا ہے،لیکن کوئی وقت خالی نہیں جاتا، مدت ہوئی نماز بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے(اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جو کھڑے ہو کر نماز بھی نہیں پڑھتا تھا) بعض اوقات نماز درمیان میں توڑنا پڑتی ہے۔اکثر بیٹھے بیٹھے تکلیف ہو جاتی ہے۔زمین پر قدم اچھی طرح نہیں رکھ سکتا۔ چھ سات ماہ سے (اوپر لکھا ایک مدت سے) نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ سنت کے طریقے سے بیٹھ کر ہی پڑھی جاتی ہے۔ قراءت میں قل ھو اللہ بھی مشکل سے پڑھ سکتا ہوں، کیونکہ نماز کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ ہی بخارات چڑھتے ہیں۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا! مطلب یہ کہ وہ کون سی بیماری ہے جو مرزا کو نہیں تھی اور یہ بیماریاں نماز کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ ہیں، بیماریاں بھی ایسی تھیں کہ بار بار نماز توڑتا تھا۔اللہ نے اس شخص سے اپنی عبادت کی توفیق سلب کر لی تھی۔یہی نہیں،مرزا کا حافظہ بھی کمزور تھا۔ اعصابی امراض کا بھی شکار تھا۔ ایک جگہ اپنے حافظے کی تعریف اس نے ان الفاظ میں کی ہے:

''میرا حافظہ بہت کمزور ہے،کئی دفعہ بھی کسی سے ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔''

قرآن مجید میں تحریف

مرزا قادیانی کے یوں تو سبھی کارنامے کالے ہیں، لیکن اب ہم جن باتوں کا ذکر کریں گے، وہ دل تھام لینے والی باتیں ہیں۔

مرزا نے قرآن مجید میں تحریف بھی کی۔ مطلب یہ کہ اپنی کتابوں میں آیات کچھ کی کچھ لکھ ڈالیں۔ اس موضوع پر ایک الگ کتاب لکھی جا سکتی ہے، لیکن یہاں اتنی گنجائش نہیں، لہٰذا یہاں اس تحریف کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔ آپ یہ بات جانتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں تحریف کرنے والے کو ملعون، سنگ دل، دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ عظیم کا حق دار قرار دیا ہے، ایسے یہودی فطرت لوگ مکمل طور پر کافر ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں قرآن کی ان آیات میں تحریف کی:

1......سورۂ حج پارہ 17، رکوع 7، آیت 52

2......سورۂ توبہ پارہ 10، رکوع 6، آیت 41، 63

3......سورۂ رحمٰن پارہ 27، آیت 25

4......سورۂ حجرات پارہ 26، آیت 14

5......سورۂ انفال پارہ 9، رکوع 4

6......سورۂ انبیاء پارہ 17، آیت 12 تا 25

مرزا کی کتابوں میں تحریفات ہر جگہ موجود ہیں۔ یہ چیزیں اخبارات تک میں آ چکی ہیں۔ چند کتب کے نام درج ہیں جن میں آیت لکھتے وقت ردوبدل کیا گیا ہے:

ازالۂ اوہام، آئینہ کمالاتِ اسلام، اسلام اور عیسائیوں میں مباحثہ یا جنگِ مقدس براہینِ احمدیہ چہارم، حقیقت الوحی، دافع الوساوس۔

الفاظ کے ردوبدل کے علاوہ مرزا نے معنوی تحریف بھی کی، یعنی معانی بدل ڈالے، علمائے کرام نے ان تحریفات کی نشان دہی کر دی ہے، اختصار کے پیشِ نظر ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

مرزا کی زبان

اب ہم آپ کو اس میراثی، ذہنی مریض، حافظے میں کمزور، نماز میں توجہ نہ کر سکنے والے مرزا کے چند دعوے بھی سناتے چلیں، ملاحظہ فرمایئے اور ہر فقرے کے بعد استغفر اللہ پڑھیے۔

1- جو شخص میرے اور مصطفیٰ (یعنی نبی کریم ﷺ) میں فرق کرے، نہ اس نے مجھے پہچانا اور نہ دیکھا۔

2- میں مسیحِ زماں، اور میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں۔

3- جو میری جماعت (یعنی قادیانی جماعت) میں داخل ہوا، اس نے گویا سید المرسلین محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ پایا۔

4- اگرچہ اس دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، لیکن میں ان سے کسی سے بھی عرفان میں کم نہیں ہوں، جس نے ہر نبی کو جام دیا، اسی نے مجھے بھی بھر کر جام دیا۔

5- کوئی شخص بھی اونچے مرتبے کو پہنچ سکتا ہے، یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔

6- دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ (مطلب یہ کہ مرزا کو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ نام دیے گئے۔ کاش مرزا سے یہ نام پوچھ لیے جاتے، مرزائیوں پر اس وقت بھی اس کے فریب کا پردہ چاک ہو جاتا)

7- خدا تعالیٰ نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا کہ جو کرشن آخری زمانے میں پیدا ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے، یعنی آریوں کا بادشاہ (لیکن کسی بندے نے اسے کرشن نہیں مانا، نہ آریوں کا بادشاہ مانا، ویسے معلوم ہوا کہ یہ ہندو بھی تھا)

8- خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے نبی ہوں، اس قدر نشان دکھائے کہ اگر وہ نشانات ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں، وہ مجھے نہیں مانتے، یعنی مرزا کو نہ ماننے والے تمام لوگ شیطان ہیں، اندازہ لگایئے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا! نبوت ثابت کرنے کا مرزا کا فارمولا کیا تھا، یعنی اگر مرزا کے نشانات ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کر دیے جائیں تو ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے، پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں، وہ مجھے نہیں مانتے......

مطلب یہ کہ مرزا کو نہ ماننے والے سارے شیطان ہیں، نبوت ثابت کرنے کا کتنا آسان طریقہ نکالا، ہینگ لگے نہ پھٹکڑی، رنگ بھی چوکھا آئے۔ بس یہ کہہ دیا کہ اللہ نے اس قدر نشان دکھائے کہ ہزار نبیوں پر تقسیم کیے جائیں تو ان سے نبوت ثابت ہو جائے۔ اب کوئی ان سے پوچھے: کیا مرزا نے کبھی اتنی بڑی تعداد یا کسی بھی تعداد میں اپنے نشانات دکھائے یا بتائے...... یا وہ نشانات صرف مرزا کی اپنی ذات کے لیے تھے۔ نشان دکھانے کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ وہ پوری قوم کے سامنے آجائیں۔

مرزا نے انبیاء کی شان میں بھی گستاخیاں کی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں، لکھتا ہے:

''ابن مریم علیہ السلام کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔'' (استغفر اللہ)

آپ نے پڑھا، ابن مریم کا ذکر چھوڑ و، یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ کرو، ان کا ذکر کرنے سے کیا فائدہ ان سے بہتر میں جو ہوں۔

لیکن مرزا کی کم عقلی کا رونا مرزائیوں کو رونا چاہیے' قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر جگہ جگہ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں چھوڑا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ذکر نہیں چھوڑا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے ان کا ذکر نہیں چھوڑا، چودہ سو سال بعد یہ ایک شخص پیدا ہوا جس نے کہا: ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرزا دراصل کیا تھا۔

مرزا اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے اور ہذیان کی عادت تھی۔''

اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوگا، اس سے بڑی تہمت کیا ہوگی۔ اور آگے چلتے ہیں، ایک کتاب میں یہاں تک لکھا:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔'' (معاذ اللہ، استغفر اللہ)

لیجیے! پہلے لکھا گالیاں دینے اور ہذیان کی عادت تھی...... پھر لکھا، شراب پیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ انبیاء کی شان میں جب ایسی ایسی گستاخیاں ملتی ہیں تو عام لوگوں کو تو کیا کچھ نہیں کہا ہوگا۔ اور ملاحظہ فرمائیں، ایک جگہ لکھتا ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں میں مکر اور فریب کے سوا کچھ نہیں تھا۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا، عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، ان کی تعریف قرآنِ کریم میں جگہ جگہ ملتی ہے، ان کے معجزات کا ذکر موجود ہے۔ لیکن یہ شخص ان کے بارے میں کیسی زبان استعمال کر رہا ہے۔ لیکن اتنا کچھ لکھنے پر بھی شاید اس کا دل ٹھنڈا نہیں

ہوا، پھر اس نکالنے کے لیے یہ بھی لکھا:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی۔''

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں۔''

''آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار تھیں۔''

پھر اپنے بارے میں لکھا:

''خدا نے اس امت میں مسیحِ موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔''

یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی گھناؤنی تصویر۔ اتنا کچھ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا اور پھر خود کو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بھی لکھا، یعنی میں ان جیسا ہوں۔

یہاں ہم ان کتابوں کے نام بھی لکھے دیتے ہیں جن میں یہ باتیں موجود ہیں، کیونکہ اس قسم کے گندے جملوں پر ہمارے مسلمان بھائی تک یقین نہیں کرتے اور کہہ اٹھتے ہیں کہ نہیں خیر، اس نے یہ تو نہیں لکھا ہوگا۔ اس حد تک تو وہ نہیں لکھتا ہوگا۔ ایسا صرف وہ لوگ کہتے ہیں، جن کے آس پاس کچھ مرزائی رہتے ہیں اور وہ اپنے جعلی اخلاق کا مظاہرہ ان سے کرتے نہیں تھکتے، عام طور پر مسلمان یہ کہتے سنائی دیں گے...... جی مرزائیوں کے اخلاق بہت اچھے ہیں، مرزائی اخلاق کے بہت اچھے ہیں...... سچ کہیے...... کیا ان جملوں میں کہیں اخلاق موجود ہے، اگر ہے تو ذرا ہمیں بھی دکھا دیں۔

کتابوں کے نام یہ ہیں:

انجامِ آتھم، روحانی خزائن، ازالہ اوہام، ست بچن، کشتیٔ نوح، نسیمِ دعوت، دافع البلا تریاق القلوب۔

مرزا نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے برگزیدہ رسول کے بارے میں جو زبان استعمال کی اس کی ایک جھلک آپ پڑھ چکے ہیں، لیکن مرزا نے صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہی کو نشانہ نہیں بنایا، دیکھا جائے تو اس نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا، اپنی گندی زبان سے ہر طرف گندے تیر چلائے، یہ اور بات ہے کہ یہ تمام تیر خود اسی کی طرف واپس آ گئے، اور مرزا خود ان کا نشانہ بن گیا۔ جتنی برائیاں اس نے دوسروں میں گنوائیں۔ وہ خود اس میں ثابت ہو گئیں۔

ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا کچھ لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں، اپنی کتاب توضیح المرام میں لکھا:

> ''اللہ ایک ایسا وجودِ اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں اور ایک ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج، لا انتہا طول اور عرض رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے کناروں تک پھیل رہی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، ایسے الفاظ لکھنے کے قابل ہیں، نہ پڑھنے کے، لیکن مرزا کی گھناؤنی تصویر دکھانے کے لیے ایسا کرنا پڑتا ہے۔ اس تحریر میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ اور پاؤں تو لکھے ہی تھے، اللہ تعالیٰ کو تیندوے سے بھی تشبیہ دے ڈالی، تیندوا ایک درندہ ہے۔

اپنی کتاب تجلیاتِ الٰہیہ میں لکھتا ہے:

> ''وہ خدا جس کے قبضے میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔''

آپ نے پڑھا، اللہ چوروں کی طرح پوشیدہ آئے گا۔ جس کے قبضے میں

ذرہ ذرہ ہے، جو ہر چیز پر قادر ہے، اسے کسی جگہ، وہ بھی چوروں کی طرح آنے کی بھلا کیا ضرورت ہے، کوئی ان مرزائیوں سے ذرا پوچھے۔

ایک جگہ لکھا:

''ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدے کے مطابق۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات)

دافع البلا میں لکھا:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، گویا وہ انگریز ہی کو اپنا خدا سمجھتا اور اسی کی عبادت کرتا تھا (یقیناً انگریزوں کی عادتیں شراب نوشی وغیرہ اس میں سرایت کر گئیں تو اپنے اور انگریزوں کے درمیان فرق مٹا ہوا نظر آیا۔)

آئینہ کمالات میں لکھتا ہے:

''میں نے خواب دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا، پہلے لکھا: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا، پھر خود ہی کو خدا بنا لیا۔ یعنی خدا نے خدا کو قادیان میں بھیجا تھا۔

اپنی کتاب، کتاب البریہ میں لکھتا ہے:

''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

یعنی میں خود ہی خدا ہوں۔ اب یہ خدائی کا دعویٰ ہو گیا، اور اس سے بڑھ

کر یہ بات کہ خدا کو بھی کشف ہو گیا۔ استغفر اللہ۔

خدائی کے اس دعوے کی عملی صورت آپ درج ذیل تحریر میں دیکھ سکتے ہیں، کتاب البریہ میں پھر لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا' (وجود میں داخل ہونا، یعنی حلول کر جانا، یہ خالص ہندوؤں کا عقیدہ ہے) اور میرا عقیدہ اور علم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں، سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا، جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے منشائے حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمانِ دنیا کو پیدا کیا اور کہا: **انازینا السماء الدنیا بمصابیح** پھر میں نے کہا: اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کریں گے، پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا: ''**اردت ان استخلف فخلقتُ آدم، انّا خلقنا الانسان فی احسن تقویم**''۔ یعنی میں نے اپنا نائب بنانے کا ارادہ کیا، پس میں نے آدم کو پیدا کیا، بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔''

آپ نے غور کیا، یہاں مرزا نے خود کو مکمل طور پر خدا کہہ دیا ہے، یہاں تک کہہ گیا کہ زمین، آسمان اور انسان تک کو میں نے پیدا کیا۔ اس طرح کی حالت پاگلوں کی اپنے دوروں میں عموماً ہو جاتی ہے، ایسے شخص کو جب لوگ نبی مان لیں تو ان کی عقلوں پر سوائے رونے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

(((عجائب وغرائب)))

مرزا کی ایک عجیب تحریر بھی پڑھ لیں۔ یہ تحریر اس کی کتاب حقیقۃ الوحی میں دیکھی جا سکتی ہے:

''ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا، گویا آسمان سے خدا اترے گا۔''

مطلب یہ کہ پہلے خود مرزا خدا بنا، اب اپنے لڑکے کو خدا بنانے پر اتر آیا۔

کشتی نوح کی تحریر اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے، لکھتا ہے:

''مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (یعنی پہلے میں مریم تھا، یعنی پہلے مرزا مرد نہیں عورت تھا پھر عورت سے مرد بنا یعنی مریم سے عیسیٰ بن گیا) پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔''

یعنی اس طرح میں مریم کا بیٹا بن گیا، مطلب یہ کہ مریم ہی مریم کا بیٹا بن گئی۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اوران لوگوں کو عقل عطا فرمائے جو اس شخص کو نبی مان بیٹھے اس شخص کو تو انسان ماننا بھی بہت مشکل کام تھا۔ یہاں مرزا یہ بھول گیا کہ وہ ازالۂ اوہام میں کیا لکھ آیا ہے۔

چلیے مرزا تو بھول گیا، یا اس نے جان بوجھ کر یہ بات بھلا دی، لیکن ہم تو مرزائیوں کو یاد کرا سکتے ہیں نا، تا کہ وہ عقل کے ناخن لیں۔ ہاں تو مرزا نے ازالۂ اوہام میں واضح

طور پر لکھا ہے کہ میں نے ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ جو شخص مجھ پر یہ الزام لگائے کہ میں نے ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ کیا ہے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے (یعنی اس نے یہ بات اپنی طرف سے گھڑی ہے اور وہ پکا جھوٹا ہے) میں تو سات سال سے یہی شائع کرتا چلا آ رہا ہوں کہ میں مثیلِ مسیح ہوں۔ (ازالۂ اوہام 190)

اور یہ بات اس نے ازالۂ اوہام ہی میں نہیں لکھی اور بھی کئی کتابوں میں اس کا صاف اعلان کیا ہے، مثلاً تبلیغِ رسالت میں لکھا:

''مجھے مسیح ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ نہیں۔''

ہم حیران ہیں کہ مرزا کو آخر کس درجے کا جھوٹا قرار دیں۔ خود ایک بات لکھی، پھر اس کو جھٹلایا، پھر ایک بات لکھی، پھر اس کو جھٹلایا۔ یہ سب اس کی کتابوں میں عام ملتا ہے۔

آیئے ذرا دیکھیں، اس نے نبیٔ کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی شان میں کیا کچھ لکھا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر غیر مسلم تو اُنگلی نہ اٹھا سکے، لیکن مرزا اور ہی مخلوق تھا۔ وہ اپنی اندرونی غلاظت دکھا کر رہا۔ لکھتا ہے:

''نبی ﷺ کے معجزات تین ہزار ہیں۔'' (تحفہ قیصریہ)

''میرے نشانات دس لاکھ ہیں۔'' (براہین احمدیہ جلد پنجم)

''نشان اور معجزہ ایک ہی چیز ہے۔'' (براہین احمدیہ جلد پنجم)

مرزا کی ان تحریروں پر تبصرہ کرتے ہوئے ہمارے بزرگ عالم دین مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نبیٔ کریم ﷺ کے معجزات پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ہر ہر معجزے

کو الگ الگ سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اب مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو چاہیے کہ وہ مرزا قادیانی کے دس لاکھ معجزات پر کوئی کتاب لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کریں تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ وہ معجزات آخر کیا تھے۔''

لیکن آج تک کوئی مرزائی یہ جرأت نہ کر سکا۔ دس لاکھ تو کیا، کوئی ایک معجزہ بھی لکھ کر دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکا۔

مرزا کے سامنے اس کے ایک مرید قاضی ظہور اکمل قادیانی نے یہ اشعار لکھ کر پیش کیے، مرزا نے ان کو پڑھ کر خوشی کا اظہار کیا اور اپنے ساتھ گھر لے گیا

؎ محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

اسی طرح قاضی اکمل نے ایک اور نظم لکھی۔ جس طرح ہم رسولِ مدنی (عربی قواعد کے مطابق مدینہ سے نسبت مدنی بنتی ہے) کہتے ہیں اسی طرح اس نے غلام احمد کو رسولِ قدنی (قادیان سے قدنی جو کسی قاعدے کے مطابق درست نہیں) لکھا ہے۔

دو شعر اس نظم کے بھی پڑھ ہی لیں:

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
(یعنی پہلے بھی تو ہی محمد کے نام سے مبعوث ہوا تھا، استغفر اللہ)

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پر پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
آسمان اور زمین تونے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

آپ نے اشعار پڑھے'ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا نے نئے آسمان اور زمین بنائے ہیں۔ پہلے والے زمین اور آسمان پرانے ہوگئے تھے نا، ان سے گزارا نہیں ہورہا تھا اس لیے نئی زمین اور نئے آسمان بنانے کی ضرورت پیش آئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی بجائے مرزا نے بنائے۔

یہ اشعار پڑھ کر نہ تو مرزا نے کوئی اعتراض کیا، نہ اس کو نبی ماننے والوں نے۔ اب یہ نبوت سے آگے خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے اور اپنی تحریروں میں وہ لکھ بھی چکا ہے، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں ہی خدا ہوں یعنی جاگنے پر یقین کرلیا، بات صرف خواب کی نہ رہ گئی۔

اب دل پر ہاتھ رکھ کر مرزا کے بیٹے بشیرالدین محمود کی ایک ہذیانی تحریر پڑھ لیں، یہ مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ بھی بنا تھا، آخر عمر میں اسے فالج ہوگیا تھا، آٹھ سال تک بستر پر پڑا ایڑیاں رگڑتا رہا (اس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے) اس کا یہ بیان مرزائی اخبار ''الفضل'' قادیان نمبر 5 جلد نمبر 17، 10 جولائی 1922ء میں چھپا، لکھتا ہے:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

پھران لوگوں نے مرزا قادیانی کا ایک خط اخبار ''الفضل'' قادیان 22 فروری 1924ء میں شائع کیا، اس میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا:

''آں حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے۔''

مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں یہ الفاظ لکھے:

منم مسیحِ زمان، منم کلیمِ خدا. منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے: میں مسیحِ زماں ہوں، میں کلیمِ خدا ہوں، (یعنی موسیٰ ہوں) میں محمد ہوں اور احمد مجتبیٰ ہوں۔

مرزا نے دوسرے انبیاء کو بھی معاف نہ کیا، خود کو تمام انبیاء سے افضل لکھا اور ان کی شان میں بھی نازیبا الفاظ لکھے، ملاحظہ فرمائیں' تتمہ حقیقۃ الوحی نمبر 137 میں لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشانات دکھا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

براہین احمدیہ جلد پنجم ص 99 میں لکھتا ہے:

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز، (مطلب مرزا خود) اسرائیلی یوسف (یعنی سیدنا یوسف علیہ السلام) سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب (علیہما السلام) قید میں ڈالا گیا۔''

مرزا نے فارسی میں ایک نظم لکھی، یہ نظم اس نے اپنی کتاب نزول المسیح میں شائع

کی، اس کا ترجمہ دل پر ہاتھ رکھ کر ہی پڑھ سکتے ہیں، لکھتا ہے:

''اگر چہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں، میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں، خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیے، ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے۔''

''میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے۔''

(یہاں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نبیوں کو چھپنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی، وہ بھی مرزا کی قمیص میں)

''مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ لکھتا ہے، وہ لعین ہے۔'' (اس میں کیا شک ہے)

اشعار کا ترجمہ آپ نے پڑھا، غور طلب بات یہ ہے کہ دنیا میں جتنے نبی تشریف لائے، ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنی فضیلت کی باتیں نہیں کیں، ہر ایک نے کسرِ نفسی سے کام لیا یعنی خود کو عاجز بتایا صرف یہ کہا کہ میں تو پیغام لانے والا ہوں تمام تعریفیں تو اسی ایک اللہ کے لیے ہیں، نہ کسی نبی نے دوسروں سے اپنا مقابلہ کیا کہ وہ ایسا نبی تھا، میں ایسا ہوں، سابقہ میں کوئی خوبی نہیں تھی، میں خوبیوں کا مجموعہ ہوں، کسی نبی نے ایسی کوئی بات قطعاً نہیں کی، مرزا کو تو بس ڈھنڈورا پیٹنا تھا، سو پیٹتا پیٹتا مر گیا۔

یہاں یہ بات بھی سن لیں کہ مرزائی علانیہ کہتے ہیں کہ مرزا غیر تشریعی نبی تھا، وہ کوئی شریعت لے کر نہیں آیا تھا، نہ اس پر وحی نازل ہوتی تھی، یہ بھی سب ان کے

ڈھکوسلے ہیں، سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے طریقے ہیں، آخری شعر میں اس نے لکھا ہے: مجھے اپنی وحی پر یقین ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ مرزا کو تو اپنی وحی (شیطانی) پر یقین ہو اور مرزائی یقین نہ رکھتے ہوں۔ مرزا نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے:

''میرے پاس جبریل آیا۔'' (حقیقۃ الوحی)

''خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔'' (حقیقۃ الوحی)

''مجھ پر کثرت سے وحی نازل ہوئی۔'' (حقیقۃ الوحی)

''خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی۔'' (حقیقۃ الوحی)

''میں خدا تعالیٰ کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔''

نوٹ: اس فقرے کا مطلب ہے کہ مرزا پر پورے تیئس سال وحی نازل ہوتی رہی، اس کے اس جھوٹ کا اعلان خود اس کی کتابیں پکار پکار کر رہی ہیں، نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ اس نے بالکل آخری عمر میں کیا تھا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ابتدا اس نے 1891ء کے بعد کی تھی، یعنی یہ بتانے کی ابتدا کی کہ میں نبی ہوں۔

اس نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں لکھا:

''میرا دعویٰ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدث ہونے کا دعویٰ ہے جو اللہ کے حکم سے کیا گیا ہے'' یعنی میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ محدث ہونے کا کیا ہے۔ اس کی یہ کتاب 1891ء کی ہے، 1891ء میں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور 1908ء میں مر گیا، یہ مدت مشکل سے 17 سال بنتی ہے، نبوت

کا دعویٰ اگر 1885ء میں کیا جاتا تب کہا جا سکتا تھا کہ پورے تیس سال تک وحی نازل ہوتی رہی، اس سے بڑھ کر اس کے جھوٹے ہونے کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے، اور جو جھوٹ بولے وہ لعین ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق میں سے اپنے نبی کی مدد کے لیے چنا تھا، وہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے بعد اس دنیا کے سب سے بہترین انسان تھے' ان کی قربانیاں بے مثال ہیں، لیکن مرزا نے ایسی شخصیات کو بھی معاف نہیں کیا، ذرا پڑھیے کیا لکھتا ہے:

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت کو لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔''

(اندازہ لگایئے خود کو زندہ علی لکھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مردہ علی لکھا)

اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا ہے، سینکڑوں حسین میرے گریبان میں ہیں۔''

(لیجیے یہاں مرزا انسان سے کشتہ بن گیا، وہ بھی خدا کا اور سینکڑوں حسین اپنے گریبان میں بتا رہا ہے، اس سے پہلے لکھا تھا کہ ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے، معلوم ہوا، مرزا لباس کس مقصد کے لیے پہنتا تھا)

ایک جگہ لکھتا ہے:

''جو شخص قرآن پر ایمان لاتا ہے، اس کو چاہیے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک ردی مال کی طرح پھینک دے۔''

آپ نے غور کیا، یہاں اس شخص نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کو ردی مال لکھا ہے، جب کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بہت بڑے راوی ہیں۔ پھر یہ کہ بہت بڑے صحابی ہیں، یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ خاص طور پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے ہی میں اس نے ایسا کیوں لکھا، اس لیے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے والی احادیث بھی روایت کرتے ہیں۔ مرزا کا ایک اور ڈھکوسلا پڑھیے:

مرزا نے عیسائی پادری آتھم سے مناظرہ کیا تھا، مناظرے میں جب آتھم کو شکست نہ دے سکا تو اعلان کیا: آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا، جب آتھم نہ مرا تو اس نے اعلان کیا: آتھم نے دل میں توبہ کرلی، اس لیے نہیں مرا۔ لوگوں نے آتھم سے رابطہ کیا تو وہ بہت ہنسا، اس نے جوابی اعلان کیا کہ یہ بات بالکل غلط ہے، میں نے کوئی توبہ نہیں کی، لیکن مرزا اس بات پر اڑا رہا اپنی کتابوں میں لکھتا رہا کہ آتھم ڈر گیا تھا، اس نے توبہ کرلی تھی وغیرہ۔ ایک اور ڈھکوسلا ملاحظہ فرمائیے:

مرزا نے پیش گوئی کی کہ اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، وہ لڑکا ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، اس کے یہ فضائل ہوں گے، وہ برکات ہوں گی، یہ نشانیاں ہوں گی وغیرہ، لیکن مرزا کے ہاں پیدا ہوگئی لڑکی، لوگوں نے خوب مذاق اڑایا، جب اس سے پوچھا گیا کہ مرزا صاحب یہ کیا؟ آپ نے لڑکا ہونے کی پیش گوئی کی تھی یہ تو لڑکی ہوگئی، اس پر اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی حمل سے لڑکا ہوگا۔

مرزا نے اپنی ایک کتاب آئینہ کمالات میں لکھا ہے:

''جو مجھے نہیں مانتا اور میری کتابوں کو نہیں مانتا وہ بدکار عورتوں کی اولاد ہے۔''

اب مزے کی بات یہ کہ مرزا کا اپنا بڑا بیٹا فضل، مرزا کو نبی نہیں مانتا تھا مرتے دم تک اس نے مرزا کو نبی نہ مانا، آخر مر گیا، مرزا نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا۔ مرزا کے اس دعوے کی روشنی میں مرزا کا یہ بیٹا بدکار عورت کی اولاد تھا، جب ہم مرزائیوں سے یہ بات کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں مرزا نے بدکار عورتوں کی اولاد نہیں لکھا بلکہ انھوں نے تو سرکش لکھا ہے یعنی جو میری کتابوں کو نہیں مانتا وہ سرکش ہے اور مرزا کے صاحب زادے کو سرکش ہم بھی کہتے ہیں، یہ ہے ان کا ڈھکوسلا۔ کتاب میں صاف طور پر ذریة البغایا کا لفظ موجود ہے، ذرّیت اولاد کو کہتے ہیں اور بغایا جمع ہے بَغِيٌّ کی یعنی بدکار عورت، لیکن جب مرزائیوں نے دیکھا کہ یہ تو براہِ راست مرزا پر زد آ گئی ہے تو اس لفظ کا ترجمہ سرکش کر دیا، لیکن یہ ترجمہ خود مرزا کی کتب میں بھی مل گیا، یعنی بدکار عورتوں کی اولاد، مرزا نے خود بھی یہ ترجمہ کیا ہے، اس طرح ان کا یہ جواب خالص قسم کا ڈھکوسلا بن جاتا ہے۔

اب ایک اور ڈھکوسلا ملاحظہ فرمائیں:

مرزا نے اپنی عمر کے بارے میں پیش گوئی کی تھی کہ اس کی عمر 80 سال ہوگی اس سے دو چار سال کم یا زیادہ ہو سکتی ہے، مرزا نے یہ بھی لکھا کہ بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس نے اپنے بارے میں یہ بھی لکھا کہ میری پیدائش 1839ء یا 1840ء سکھوں کے دور میں ہوئی۔ مرزا 1908ء میں مر گیا اس طرح مرزا کی زیادہ سے زیادہ عمر 68 سال بن سکی، اب جب ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ 80 سال والی پیش گوئی تو پھر حرفِ غلط کی طرح غلط ثابت ہوئی، تو اس بات کے

جواب میں یہ لوگ ڈھکوسلوں پر ڈھکوسلے اختیار کرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں: مرزا 1835ء میں پیدا ہوا، کبھی کہتے ہیں اس زمانے میں تاریخِ پیدائش لکھنے کا رواج نہیں تھا وغیرہ۔

آپ نے دیکھا جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، سن ہجری آپ ﷺ کی مدینے ہجرت سے شروع ہوا اور سن عیسوی سیدنا عیسی علیہ السلام سے، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس وقت عمر لکھنے کا رواج نہیں تھا، جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا کی ہر کتاب پر تاریخِ اشاعت درج ہے، اس کی کتب میں بعض کتب کے حوالے موجود ہیں، ان کتب پر بھی اشاعت کے دن موجود ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال کے جتنے مشہور اور معروف لوگ گزرے ہیں، ان سب کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات ان کی کتابوں پر یا ان کی زندگی کے حالات پر لکھی جانے والی کتب میں لکھی نظر آتی ہے، یہ ہے ان کے ڈھکوسلوں کا حال۔

چلتے چلتے ایک مزے کا ڈھکوسلا اور ملاحظہ فرمایے:

مرزا اپنی کتابوں میں لکھتا ہے:

''میں نے کسی استاد سے قرآن اور حدیث کا ایک لفظ تک نہیں پڑھا، جو کچھ بھی علم مجھے سکھایا، اللہ تعالیٰ نے سکھایا'' لیکن دوسری کتب دافع البلاء وغیرہ میں لکھا:

> ''میں جب چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی استاد میرے لیے نوکر رکھا گیا جس نے مجھے قرآن شریف اور چند فارسی کتب پڑھائیں۔ اس استاد کا نام فضل الٰہی تھا، ایک اور مولوی سے پڑھنے کا اتفاق ہوا، اس کا نام گل علی شاہ تھا۔''

مرزا کی کتابوں میں ایک تیسرے استاد کا ذکر بھی ملتا ہے، گویا مرزا نے کم از کم تین استادوں سے قرآن اور حدیث کا سبق پڑھا۔ جب ہم مرزائیوں کو یہ دونوں طرح کی تحریر دکھاتے ہیں تو یہ لوگ آئیں بائیں اور شائیں کرتے نظر آتے ہیں دوسرے انبیاء کی باتیں کرتے نظر آتے ہیں، اصل بات کی طرف نہیں آئیں گے اصل بات مرزا کا دعویٰ ہے کہ میں نے کسی استاد سے ایک لفظ تک نہیں پڑھا، مجھے جو کچھ بھی علم سکھایا، اللہ تعالیٰ نے سکھایا اور وہ خود ہی اپنے استادوں کا بھی ذکر کرتا ہے مرزائی جب اس سوال کا کوئی جواب نہیں دے پاتے تو دوسرے انبیاء کی مثالیں دینے لگتے ہیں۔ یہ کہانی تھی ان کے ڈھکوسلوں کی۔

بلند بانگ

ایک دن مرزا نے لوگوں کو بتایا:

''مجھے الہام ہوا ہے، میرے نام کا کوئی دوسرا شخص پوری دنیا میں نہیں ہے''

یعنی پوری دنیا میں غلام احمد کسی اور کا نام نہیں ہے۔

یہ بھی اس کا جھوٹ تھا، اس وقت ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے تین گاؤں تھے، ان میں سے ایک گاؤں میں غلام احمد نامی آدمی رہتا تھا، اس طرح مرزا کے تمام الہامات اور تمام پیش گوئیاں سفید جھوٹ ثابت ہوئیں، اب لوگ مرزا کی ان پیش گوئیوں کو کھینچ تان کر ان کی مختلف وضاحتیں کرتے ہیں، عجیب عجیب ڈھکوسلے اختیار کرتے ہیں لیکن بات پھر بھی نہیں بنتی۔ کیوں نہ ہم ان ڈھکوسلوں ہی کا ذکر کریں، ملاحظہ کریں:

مرزا نے پیش گوئی کی اللہ تعالیٰ نے مجھے کشف کے ذریعے بتایا ہے کہ تمہارے نکاح میں دو عورتیں آئیں گی، ایک کنواری ہوگی، دوسری بیوہ، کنواری سے نکاح ہو چکا، بیوہ سے نکاح کا انتظار ہے۔ اس پیش گوئی کو پورا کرنے کے لیے اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، محمدی بیگم کو طلاق دلوا کر یا اس کے خاوند کو قتل کر کے اس سے شادی کرنے کی سر توڑ کوشش کی، اس کوشش میں واقعی اس کا سر ٹوٹ گیا، یعنی یہ شادی نہ ہو سکی۔ آخر اس نے اعلان کیا: اگر محمدی بیگم کو طلاق نہ ہو تو اس کا شوہر اڑھائی

سال کے اندر مرجائے گا۔ وہ نہ مرا، اب مرزا نے یہ ڈھکوسلا اختیار کیا کہ پیش گوئی اس کے باپ کے مرنے کی تھی۔ اسی طرح مرزا کی کسی بیوہ سے شادی مرتے دم تک نہ ہوسکی۔ اب جب ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں: میاں مرزا کی اس پیش گوئی کا کیا بنا کہ میرے نکاح میں دو عورتیں آئیں گی، ایک کنواری دوسری بیوہ، بیوہ سے تو مرزا کا نکاح ہوا ہی نہیں، یہ پیش گوئی تو پوری نہیں ہوئی، تو اس کا جواب ان کے مبلّغ پٹ سے دے دیتے ہیں کہ مرزا کے مرنے کے بعد ان کی بیوی بیوہ ہوگئی، اس طرح یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ آپ نے جواب ملاحظہ فرمایا۔ ہمیں حیرت مرزائیوں پر ہے کہ وہ اس جواب کو درست مانتے ہیں۔

مرزا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منکر تھا، اسی انکار پر اس نے اپنے جھوٹ کی عمارت کھڑی کی ہے آگے لکھتا ہے، دل تھام کر پڑھیں:

”میں وہی مہدی ہوں، جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجے پر ہے تو انھوں نے جواب دیا تھا: ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 278)

اس کے بعد کے الفاظ نقل کرنا بہت مشکل کام ہے، آپ کو بتانے کے لیے نقل کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ یہ الفاظ ماہنامہ المہدی میں شائع کیے گئے:

”ابوبکر و عمر کیا تھے، وہ تو غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہیں تھے“۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)

(اس رسالے کے اس صفحے کی فوٹو کاپی موجود ہے، جو چاہے منگا کر دیکھ لے)

اپنی کتاب نزول المسیح میں اس نے لکھا: ”میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے، سو

(100) حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں۔ (پہلے قمیص میں رسول چھپائے، پھر لکھا سینکڑوں حسین میرے گریبان میں ہیں، یہاں لکھا سو حسین جیب میں ہیں)

حیرت تو ان لوگوں پر ہے جو ایسے شخص کو نبی مان بیٹھے جو انبیاء کے بارے میں کہتا ہے کہ میری قمیص میں ہیں، صحابہ کے بارے میں لکھا میرے گریبان میں ہیں، پھر لکھا جیب میں ہیں، مرزائی خود بتائیں مرزا آخر کیا تھا۔

مرزا بشیر الدین محمود نے سو حسین میری جیب میں ہیں کا یہ مطلب لیا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزا نے فرمایا ہے: میں سو حسین کے برابر ہوں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے، کون کہتا ہے، مرزا صاحب کی قربانی سو حسین کے برابر نہیں تھی۔

آپ نے دیکھا، اندازہ لگایا یہ لوگ کیا تھے، اب کوئی ان سے پوچھے: مرزا نے کون سی قربانی دی، کون سے میدانِ جہاد میں اس نے سر کٹوایا۔ وہ تو بیت الخلا میں ہیضے سے مرا تھا۔

اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے صفحہ گیارہ پر مندرجہ ذیل الفاظ لکھتے وقت اسے ذرا جھجک محسوس نہ ہوئی، ذرا حیا نہ آئی:

> ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (معاذ اللہ) کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس سے ہوں۔''

اور پڑھیے، اپنی کتاب ''اعجاز احمد'' صفحہ 82 پر اس نے اپنے ذہن میں بھری گندگی کس طرح باہر نکالی:

> ''اے عیسائیو اب یہ مت کہو، عیسیٰ ہمارا رب ہے، دیکھو آج تم میں ایک

ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے اور اے قومِ شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی (نجات دہندہ) ہے، کیوں کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

مرزا اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہلاتا تھا، اس سلسلے میں مرزا قادیانی کا بیان پڑھ لیں:

''ام المؤمنین کے لفظ پر اعتراض کیا جاتا ہے، اعتراض کرنے والے بہت کم غور کرتے ہیں اور اس قسم کے اعتراض بتاتے ہیں کہ وہ صرف کینہ اور حسد کی بنا پر کیے جاتے ہیں، ورنہ نبیوں کی بیویاں اگر امہات المؤمنین نہیں ہوتیں تو کیا ہوتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی سنت اور قانونِ قدرت سے بھی پتا لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی، ہم ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ام المؤمنین کیوں کہتے ہو؟ پوچھنا چاہیے کہ تم بتاؤ جو مسیحِ موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ وہ آ کر نکاح کرے گا، کیا اس کی بیوی کو ام المؤمنین کہو گے یا نہیں۔''

اوپر خط کشیدہ الفاظ کو پھر پڑھیں اور ساتھ ہی یہ نوٹ کریں کہ مرزا جی کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سے مرزا جی کے ایک امتی ان کے خلیفۂ اوّل حکیم نور الدین نے نکاح کرلیا۔ اس امت کی ماں کو اپنے بیٹے سے اور بیٹے کو اپنی ماں سے نکاح کرتے شرم بھی نہ آئی اور یہ خلیفہ بھی کیا تھا کہ من پسند عورت سے خواہ وہ اس کی ماں تھی، شادی کر کے اپنے جھوٹے نبی کی تذلیل اور تکذیب سے باز نہ آیا۔

اس طرح مرزا قادیانی نے اپنے 313 صحابی بھی بنا ڈالے تھے۔ مرزا کا بیٹا اپنی

کتاب ''سیرت المہدی'' جلد سوم صفحہ 128 پر لکھتا ہے:

''جب مسیحِ موعود (یعنی مرزا) نے 313، اصحاب کی فہرست تیار کی تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمارا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے، یہ دیکھ کر ہمیں بھی خیال پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام سے پوچھیں آیا ہمارا نام درج ہو گیا ہے یا نہیں، تب ہم تینوں برادران مع مفتی عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا، اس پر حضور نے فرمایا: میں نے آپ کے نام پہلے ہی درج کیے ہوئے ہیں مگر ہمارے ناموں کے آگے مع اہلِ بیت کے الفاظ بھی زائد کیے تھے۔''

مرزا قادیانی نے تین سو تیرہ لوگوں کو اپنا صحابی بنالیا، ان کی فہرست بنائی، لیکن کوئی ان مرزائیوں سے پوچھے ان تین سو تیرہ نے کون سا کارنامہ انجام دیا تھا، مرزا کے ساتھ کون سی جنگ میں حصہ لیا تھا، اس لیے کہ تین سو تیرہ کا ہندسہ اصحابِ بدر کے لیے خاص ہے، انھوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی، اپنی جانیں قربانی کے لیے پیش کی تھیں۔ ایک ہزار کافروں سے لڑے تھے، اب جو زبانی 313 صحابی بنے تھے انھوں نے کیا کیا تھا؟ ہمارا مرزائیوں سے یہ سوال ہے۔ مہربانی کر کے ان کا کوئی بڑا ہی ہمیں اس بارے میں اپنا جواب سنادے۔

لیکن یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں ان شاء اللہ کوئی جواب نہیں آئے گا۔

آئینہ

اب ہم مرزا کے جھوٹا ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

عورت نبی نہیں ہوسکتی۔

مرزا لکھتا ہے: ''میں مریم ہوں۔''

نبی شاعر نہیں ہوتا۔

مرزا شاعر بھی تھا، اس کی شاعری کی کتاب کا نام ''درِّثمین'' ہے۔

کوئی نبی مصنف نہیں ہوتا۔

مرزا تقریباً 100 کتابوں کا مصنف تھا۔

نبی کامل عقل اور کامل حافظے کا مالک ہوتا ہے۔ کامل شعور کا مالک ہوتا ہے۔

جبکہ مرزا کی تحریروں سے ثابت ہے کہ اسے جنون تھا، حافظہ ناقص تھا اور شعور کا یہ عالم تھا کہ راکھ سے روٹی کھاتا تھا، ایسا کوئی بے عقل ہی کرسکتا ہے۔

نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔

مرزا کی اپنی تحریروں کے مطابق اس کے تین استاد تھے۔ ان میں سے ایک صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو گالیاں دیتا تھا۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔

مرزا نے دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔

مجھ پر وحی آتی ہے۔ مرزا پر وحی لانے والے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔ یہ اس نے خود لکھا ہے۔

نبی ملازم یا نوکر نہیں ہوتا جبکہ مرزا نے انگریز کی نوکری کی۔

نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

مرزا لاہور میں مرا، قادیان میں دفن ہوا۔ پیش گوئی اس کی روضۂ نبوی ﷺ میں دفن ہونے کی تھی۔

یہ خود کو عیسیٰ اور مسیح کہتا ہے۔

حالانکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے اور مرزا کا باپ تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں باتیں کی۔

اور مرزا سے ایسی کوئی بات سرے سے ثابت نہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اخلاق بہت بلند تھا۔ آپ اخلاق کا مثالی نمونہ تھے۔

جبکہ مرزا دوسروں کو گالیاں دیتا نہیں تھکتا تھا، اس کی کتابیں گالیوں اور لعنت کے الفاظ سے بھری پڑی ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قد درمیانہ تھا۔

مرزا کا قد اس کے الٹ تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کھانا بہت سادہ اور مقدار میں بہت کم ہوتا تھا۔

مرزا نے خوب بھنے مرغ کھائے، انڈے اڑائے۔ کھانے کی ایسی خواہش تھی کہ راکھ تک سے روٹی کھائی، افیون بھی کھائی اور شراب بھی پی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا۔

مرزا زندوں کو مارنے کی فکر میں رہتا تھا۔ بہت سے لوگوں کے مرنے کی پیش گوئیاں کیں، ان کے مرنے کی دعائیں کیں، وظیفے پڑھے اور پڑھوائے۔ لیکن ہر بار ناکام ونامراد رہا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔

مرزا کو یہ کہاں نصیب!

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی مسجد کے مینار پر اتریں گے۔ آپ اپنے نیزے سے دجال کو قتل کریں گے، نیزے کی نوک پر لگا ہوا خون لوگوں کو دکھائیں گے اور فرمائیں گے: لوگو! میں نے دجال کو قتل کر دیا ہے۔

مرزا نے تو ان کے آسمان سے نازل ہونے ہی کا انکار کیا ہے، خود قادیان میں دفن ہوا اور ساری عمر کبھی کسی نیزے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو ختم کریں گے۔

مرزا نے کسی عیسائی کو مسلمان نہیں کیا، بلکہ اس نے تو عیسائیوں کی تعریفوں کے پل باندھے ہیں۔

جو یہودی بچ جائیں گے چن چن کر قتل کر دیے جائیں گے۔

مرزا نے کسی یہودی کو قتل نہیں کیا۔

کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہیں دے گی یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی پناہ نہیں دیں گے اور پکار کر کہیں گے: اے مسلمان! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔

مرزا کے زمانے میں یہودی آرام سے زندگی بسر کرتے رہے، ایک واقعہ بھی

ایسا نہیں ہوا۔ ہوا ہے تو مرزا کی اپنی کتب ہی سے ثابت کر دیں۔

اس وقت اسلام کے سوا باقی سب مذاہب مٹ جائیں گے۔

مرزا نے تو خود اسلام میں رخنے ڈالے۔ انگریزوں کا ساتھ دیا، ان کی تعریفیں کیں۔

اس وقت جہاد موقوف ہو جائے گا، یعنی ختم ہو جائے گا، اس لیے کہ کوئی کافر ہی نہیں بچے گا، تو جہاد کس سے کیا جائے گا؟

مرزا کے زمانے میں دنیا کافروں سے بھری رہی، پھر بھی اس نے جہاد کو حرام قرار دیا، اس نے کہا ؎

چھوڑ دو اے دوستو اب جہاد کا خیال
اب یہاں حرام ہے جنگ اور قتال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مال اور دولت اتنی عام ہو جائے گی کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔

مرزا نے تنگ دستی میں اضافہ کیا، لوگ بھوکے مرنے لگے اور مرزا چندے جمع کرتا رہا۔ اس نے کہا: جو مجھے چندہ نہیں دے گا وہ میری جماعت سے خارج ہو جائے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے۔

مرزا نے اس مقام کا نام بھی نہیں سنا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔

جبکہ مرزا نے حج کیا نہ عمرہ۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرآن اور حدیث پر عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی ان پر چلائیں گے۔

مرزا احادیث کوردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہر قسم کی برکتیں نازل ہوں گی۔

مرزا کی زندگی میں آفات نازل ہوئیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں برکات اس قدر ہوں گی کہ ایک انار یا ایک سیب اتنا بڑا ہوگا کہ پوری ایک جماعت کے لیے کافی ہو جائے گا۔

مرزا کی زندگی میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

کوئی زہریلا جانور کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

مرزا کی زندگی میں زہریلے جانور بدستور لوگوں کو ڈستے رہے۔

ساری زمین امن و امان سے بھر جائے گی۔

مرزا کی زندگی میں کہیں امن چین نظر نہیں آیا۔

لوگ صدقات وغیرہ وصول نہیں کریں گے کیونکہ مال کی زیادتی ہوگی۔

مرزا تو خود چندے جمع کرتا رہا۔

لہٰذا مرزا بالکل جھوٹا تھا۔ وہ دعوے کرتا رہا کہ میں مسیح ہوں، میں مسیحِ موعود ہوں، میں ہی عیسیٰ ہوں۔ استغفر اللہ

عبرت ناک موت

اب ہم مرزا کی عبرت ناک موت پر بات کریں گے۔

مرزا نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو چیلنج کیا تھا:

''اگر میں اتنا ہی جھوٹا ہوں کہ آپ میرے بارے میں اپنے ہر رسالے میں لکھتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جھوٹے آدمی کی عمر بہت زیادہ نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے شدید دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام اور ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں جھوٹا نہیں، خدا واقعی محمد سے ہم کلام ہوتا ہے اور میں ہی مسیحِ موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ کی سنت کے مطابق آپ جھوٹوں کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ اور جو سزا انسان کے ہاتھ میں نہیں، وہ خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ مثلاً طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ کو میری زندگی میں نہ آئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (یعنی مولانا ثناء اللہ طاعون یا ہیضہ وغیرہ سے مر گئے تو مرزا سچا ورنہ جھوٹا......)

آخر میں مرزا نے یہ بھی لکھا کہ یہ سب باتیں میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔

اس تحریر سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرزا کی پیش گوئی یہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ اس کی زندگی میں ہیضے یا طاعون سے ہلاک ہو جائیں گے اور یہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوگا۔ سچا زندہ رہے گا، جھوٹے کی عمر زیادہ نہیں ہوتی وغیرہ۔

اب پڑھیے ہوا کیا؟

مرزا نے اپنے قلم سے یہ لکھ دیا کہ اگر میں ایسا ہی جھوٹا ہوں تو مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ یہ بھی لکھا کہ جھوٹا آدمی ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے شدید دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے، ہلاک ہونے کی دعا بھی اس نے طاعون اور ہیضے وغیرہ سے کی۔

مرزا 1908ء میں ہیضے سے مر گیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ مرزا کے مرنے کے بعد پورے چالیس برس زندہ رہے اور 1948ء میں فوت ہوئے۔ موت سے ایک دن پہلے مرزا کا سسر نواب میر ناصر اس سے ملنے گیا تو مرزا نے خود اپنے منہ سے اس سے کہا:

''نواب صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔''

مرزا کے یہ الفاظ خود مرزائی کتب میں موجود ہیں، ان الفاظ کے بعد وہ رات بھر دست پر دست کرتا رہا اور آخر اسی رات مر گیا۔ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر گیا۔

اس کی موت سے صرف گیارہ دن پہلے اس کی آخری کتاب ''چشمۂ معرفت'' شائع ہوئی اس کے صفحہ 336 پر اس نے لکھا:

''آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے، اس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور

وہ ڈاکٹر ہے۔ ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں 4 اگست 1908ء کو ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور یہ اس کی سچائی کے لیے ایک نشان ہوگا۔ خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابلے میں مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا ہوگا اور خدا اسے ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے، بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں سچا ہے، خدا اس کی مدد کرے گا۔''

لیکن ہوا کیا، مرزا 4 اگست سے پہلے ہی 26 مئی 1908ء کو مر گیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم اس کی موت کے بعد گیارہ سال تک زندہ رہا، وہ 1919ء میں فوت ہوا۔

مرزائی حضرات سے نہایت درمندانہ درخواست ہے کہ وہ مرزا کی کتاب ''چشمۂ معرفت'' کا صفحہ 336 ضرور پڑھ لیں، اس لیے کہ یہ وہ واحد پیش گوئی ہے جس کی مرزا خود تاویل بھی نہ کر سکا اور یہ کتاب شائع ہوئی اور وہ دنیا سے چلا گیا۔ انھیں چاہیے وہ اپنے عالموں اور مبلغوں سے اس بات کا جواب طلب کریں۔ آخر کیوں گمراہی میں پڑے رہنے پر تلے ہوئے ہیں۔ سورج کی طرح روشن بات بھی کیوں انھیں سمجھ نہیں آتی، تحقیق کرنے میں آخر کیا حرج ہے۔

یہ مرزا کا انجام ہے۔ غور کیا جائے کہ وہ دنیا سے کیا لے گیا۔ اصل بات ہم آپ کو بتاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب انگریز کی سازش تھی۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے انگریزوں کا بے جگری سے مقابلہ کیا، اس لیے وہ سمجھ گیا کہ جب تک

مسلمانوں کے اندر سے جہاد کا جذبہ ختم نہیں کر دیا جاتا، اس وقت تک انھیں دبایا نہیں جا سکتا، ان پر حکومت نہیں کی جا سکتی۔

اب ان کے سامنے سوال یہ تھا کہ جہاد کا جذبہ کس طرح ختم کیا جائے۔ اس کا طریقہ انھوں نے یہ نکالا کہ کوئی ان کے اندر سے ہی اٹھ کھڑا ہو اور یہ اعلان کرے: جہاد حرام ہے۔ ایسا اعلان کون کر سکتا تھا، انگریز کے خلاف تو جہاد ہو رہا تھا۔ علماء انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے چکے تھے، اس فتوے کی بنیاد پر ہزار ہا علماء کو درختوں پر لٹکا کر پھانسی دی گئی، انھیں سوروں کی کھالوں میں بند کر کے دریا میں ڈبو دیا گیا۔ بوریوں میں بند کر کے اوپر سے ان پر گولیاں برسائی گئیں۔ کالا پانی بھیجا گیا، لوہے کے پنجرے بنوا کر ان میں بند کیا گیا۔ ان تمام تر مظالم کے باوجود انگریز مسلمانوں کا جذبہ جہاد سرد نہ کر سکا۔ تب انگریز نے سوچا، یہ کام اس طرح نہیں ہو سکے گا، اس نے دو آدمیوں کو پٹی پڑھائی، ایک نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، دوسرے نے نبوت کا دعوی تو نہیں کیا البتہ خود کو مجدد کہا۔ دونوں نے فتویٰ دیا: انگریز کے خلاف جہاد حرام ہے اس طرح انگریز، نبوت کا ایک جھوٹا دعوے دار پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مرزا نے خود اپنی کتاب میں اپنے بارے میں لکھا: ''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔'' آج مرزائی لوگ اسی جھوٹے شخص کو نبی مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

غور کرنے کے قابل بات یہ ہے کہ جو شخص خدائی کا دعویٰ کرے۔ خدا کا بیٹا بننے کا اعلان کرے۔ جو کہے خدا میری تعریف کرتا ہے۔ جو خود کو عورت کہے۔ خود اپنے میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دے۔ جو ہر چیز کا مختار ہونے کا دعویٰ کرے۔ خود کو تمام

نبیوں اور رسولوں سے افضل کہے۔ جو کہے میں زندہ کر سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔ جو عالم الغیب بنے، جو مریم بنے، جو رسالت کا اعلان کرے۔ خود کو رحمۃ للعالمین کہے، اپنے آپ کو محمد ہونے کا اعلان کرے۔ جو کہے میرا نام احمد ہے، محمد ہے، میں عیسیٰ ہوں میں موسیٰ ہوں، میں مہدی ہوں، میں کرشن ہوں، میں رڈر گوپال ہوں۔ جو کہے قرآن قادیان میں اترا، جو کہے قادیان، مکے اور مدینے سے افضل ہے، جو کہے مکے اور مدینے کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ جو کہے ہم مکے میں مریں گے یا مدینے میں اور مرے لاہور میں۔ جو کہے میں روضۂ نبوی میں دفن ہوں گا اور دفن ہوا قادیان میں۔ جو کہے جہاد حرام ہے۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے خاندان کو برا کہے۔ انھیں شرابی اور جھوٹا لکھے۔ جو کہے: محمد ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں اور میرے دس لاکھ سے زائد۔ جو کہے سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔ جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسوں کی شان میں بھی گستاخی کرے۔ جو مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھے۔ جو مسلمانوں سے رشتہ حرام سمجھے۔ جو مسلمانوں کو یہودی اور عیسائی کہے۔ جو کہے کہ جو قادیانی نہیں وہ کافر ہیں، کتے ہیں، سور ہیں، خنزیر ہیں، حرام زادے ہیں۔ ان کی عورتیں کتیاں ہیں، جو کہے کہ جو قادیانی نہیں وہ چوہڑے چمار ہیں۔ جو کہے مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار رہو۔ جو پلومر کی دوکان سے شراب کی بوتلیں منگوا رکھے۔ جو افیون کا استعمال کرے اور دوسروں کو کرائے۔ جو کہے کثرتِ پیشاب اور مراق کی بیماری میرے نشانات ہیں۔ جو کہے میرے پاس ٹیچی ٹیچی فرشتہ آتا ہے۔ جو کہے انگریزوں کی فرماں برداری اسلام کا رکن ہے۔ جو انگریز کی تعریف میں 50 الماریاں کتابوں کی لکھنے کا دعویٰ کرے۔ جو پچاس سال تک انگریزوں کی

خدمت کرے، ان کی تعریف میں زمین آسمان ایک کرے، جو غلط حوالہ جات دے جو قرآن کی آیات میں تحریف کرے۔ قرآن کا ترجمہ غلط کرے، جو اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش میں دن رات ایک کرے۔ جو انگریزی میں الہام سنائے، ایسے شخص کو نبی مان لیا جائے، کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ کیا ایسا شخص شریف اور دیانت دار آدمی ہے؟ کیا اس کے ماننے والے عقل سے کام لے کر اس کی نشانیوں کا مطالعہ نہیں کر سکتے، کیا ان کے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں، ہم ان سب کو غور کی دعوت دیتے ہیں، کاش یہ لوگ غور کریں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جھوٹے قادیانی کی سچی کہانی اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی، مگر ہم نے سوچا، ایک دستور یہ ہے کہ جب کسی کی زندگی کے حالات تحریر کیے جاتے ہیں تو موت کا ذکر آنے کے بعد اس کی کچھ اچھی باتوں کا ذکر کر کے دلوں کو گرمانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

کچا چٹھا

مرزا قادیانی میں تو کوئی اچھی اور معقول بات تھی نہیں، لے دے کر جو کچھ ہمارے ہاتھ لگا حاضر کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ مرزا کے ماننے والے اسے "سلطان القلم" کا خطاب دیتے ہیں، یعنی مرزا قادیانی قلم کا بادشاہ تھا۔ اس کی قریب قریب ہر کتاب پر مصنف کے طور پر یہی الفاظ لکھے نظر آتے ہیں۔ مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی کتابیں آسمانی صحیفوں کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جب ہم ان سے کہتے ہیں: آیئے مرزا کی کتابوں کے ذریعے بات کر لیتے ہیں تو انھیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ فوراً کہتے ہیں نہیں حیات مسیح اور وفات مسیح پر بات کر لیتے ہیں۔ گویا مرزا کی کتابوں سے بات کرتے ان کی جان جاتی ہے۔ ان کے ان آسمانی صحیفوں کا مطالعہ کیا جائے تو بعض بہت اونچی چیزیں ملتی ہیں، ان اونچی چیزوں کو بہت کم لوگوں نے محسوس کیا ہوگا یا نوٹ کیا ہوگا۔ ہم ان اونچی اونچی چیزوں کا ذکر کریں گے، ویسے اس موضوع پر الگ ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر آپ بھی مرزا کی مہارت کے قائل ہو جائیں گے۔ اس فن میں اتنی مہارت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہوگی۔ شاید ہی کوئی ان سے بازی لے جا سکے۔ یہ مضمون مرزائیوں کو ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے، اس میں ان کو کچھ نئی باتیں مل جائیں اور وہ بھی سر دھنے بغیر نہ رہیں۔

ہوسکتا ہے یہ مضمون پڑھ کر آپ کہہ اٹھیں: کیا واقعی یہ باتیں مرزا کی کتابوں میں موجود ہیں؟ جی ہاں! یہ تمام باتیں اس کی کتب میں ہیں۔ بلکہ ان سے مزید بھی، آیئے دیکھیں وہ کیا باتیں ہیں جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ایک شریف انسان اپنے مخالفوں سے بھی بہت مہذب انداز میں بات چیت کرتا ہے۔ نرم اور میٹھی زبان اختیار کرتا ہے، یہ نہیں کہ انھیں ننگی گالیاں دینا شروع کر دے۔ پھر گالی دینا دنیا کا کوئی شریف انسان نہ تو پسند کرتا ہے، نہ یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے گالی کی زبان میں بات کرے۔ جب ہم مرزا قادیانی کی کتب کو دیکھتے ہیں تو ان میں مخالفین کے لیے سوائے گالیوں کے اور کچھ نہیں ملتا۔ مرزا نے مخالفین کو کبھی دلیل دینے کی کوشش نہیں کی، بس گالیاں دے کر اپنا کام نکالنے کی کوشش کی۔ آپ جانتے ہیں مرزا کا کام کیا تھا۔ اپنی خود ساختہ نبوت کی دکان چمکانا اور یہ کام وہ مخالفین کو گالیاں دے کر نکالنا چاہتا تھا۔ اس نے کس کس طرح اور کس کس انداز سے اور کیا کیا گالیاں مسلمانوں کو دیں۔ اس کے چند ایک نمونے پیش کرتا ہوں:

''تم ہیجڑے ہو، اے نادانو!۔'' (آئینہ کمالات ص 402)

''ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ لیکن رنڈیوں کی اولاد مجھے قبول نہیں کرتی۔'' (آئینہ کمالات ص 548،547)

''ہمارے ظالم مخالفوں نے جھوٹ کی گندگی اس قدر کھائی ہے کہ کوئی گندگی کھانے والا جانور اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔'' (نزول المسیح ص 9)

''لئیموں (کمینوں) میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک

شیطان ملعون ہے۔ جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔ تیسرا شخص ایک خبیث گھوڑا ہے اے حرامی لڑکے۔'' (حقیقۃ الوحی ص 15،14)

''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا اس کو حرام زادہ بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص 30)

''میں ایک خسیس بن خسیس جاہل کو دیکھتا ہوں۔ ایک بخیل بدخلق حریص، تو اس طرح زبان چلاتا ہے جیسے سانپ اور کمینوں اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے۔'' (نور الحق ص 1/84)

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر اور عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

''مولوی انسانوں سے بدتر پلید تر۔'' (ایام صلح 166)

''تو صبح کو اُلو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے۔'' (براہین 5/156)

''اے شتر مرغ مولویو!'' (ضمیمہ انجام آتھم ص 17)

''وہ گدھا ہے نہ انسان۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص 47)

''یہ اندھے مولوی، یہ جہلا۔'' (چشمۂ معرفت 78)

''یہ جھوٹے ہیں کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم 28)

''تم نے حق کو چھپانے کے لیے یہ جھوٹ کا گو کمایا''

(ضمیمہ انجام آتھم ص 50)

''ذلت کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص 53)

''اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو کفر کے بانی تھے، فرعون اور ہامان قرار دیا۔'' (حقیقۃ الوحی ص 254)

''ان بے عزتوں اور دیوثوں کو سخت کمینے ہونے کی وجہ سے اب کسی لعنت اور ملامت کا بھی خوف نہیں۔'' (تبلیغ رسالت ص 84)

''ان کا اندر گدھے کے پیٹ کی طرح تقوے سے خالی ہے۔'' (نور الحق ص 84)

''ان کے دل ایسے سیاہ ہیں جیسے کوّے کے پر۔'' (نور الحق ص 88)

''منشی الٰہی بخش نے جھوٹے الزاموں سے اپنی کتاب کو اس طرح بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی گندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے' یا جیسے پاخانے سے بھری۔'' (حاشیہ اربعین 4،27)

''اے حاسد، اے بدقسمت، بدگمانو، اے مردار خور! اندھیرے کے کیڑو، اندھو، اے بدذات، اے خبیث، اے پلید دجال، اے احمقو اے نابکار، اے حیوان، اے بدبخت، مفتریو، اے بے وقوف اندھو۔''

(ضمیمہ انجام آتھم کے مختلف صفحات)

تو یہ تھا مرزا کا تعارف اس کی گالیوں کے لحاظ سے۔

اب تک آپ لازمی طور پر جان گئے ہوں گے کہ مرزا تو ایک شریف آدمی بھی نہیں تھا۔ ہم مرزائیوں سے صرف یہی کہتے ہیں کہ وہ مرزا کو ایک شریف انسان ہی ثابت کر دکھائیں، لیکن وہ ایسا کر نہیں پائیں گے۔

کتابیات

ازالۂ اوہام — مرزا غلام احمد قادیانی

کشتیٔ نوح — // // //

تریاق القلوب — // // //

آئینہ کمالات — // // //

ستارہ قیصریہ — // // //

تحفہ قیصریہ — // // //

حمامۃ البشریٰ — // // //

حقیقۃ الوحی — // // //

براہین احمدیہ — // // //

ایک غلطی کا ازالہ — // // //

تذکرۃ الشہادتین — // // //

نورالحق — // // //

تبلیغ رسالت — // // //

انجام آتھم	مرزا غلام احمد قادیانی
چشمۂ معرفت	// // //
ایام صلح	// // //
نزول المسیح	// // //
انوار الاسلام	// // //
اعجاز احمد	// // //
مجموعۂ اشتہارات	// // //
سیرت المہدی	مرزا بشیر احمد بن مرزا قادیانی

تھالی کا بینگن

ختم نبوت کے دشمن کی کہانی

انگریز کے لگائے ہوئے پودے کی کہانی

اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش کی داستان

ایک ابلیسی گرگٹ کی کہانی جو پل پل رنگ بدلتا رہا

ایک ایسے شخص کی کہانی جس کے سو روپ تھے

جس نے بہروپیوں کو مات دے دی

جو اسلام کے نام پر ایک بدنما دھبّہ تھا

جو شروع سے آخر تک جھوٹے راگ الاپتا رہا

تھالی کے اس بینگن نے انگریز سامراج کی خدمت

اور جہاد کی تنسیخ کے لیے مختلف قسم کے جھوٹے

دعوے کیے اور عیاری کے روپ بدلے

اور اس مقصد کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا

ایک جھوٹے نبی کا عبرت انگیز قصہ

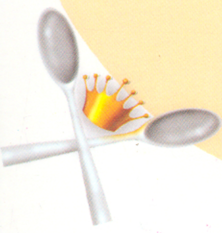

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

لندن • ہیوسٹن • نیو یارک